خاتمۂ بحث

وحی تاریخ کے رازہائے سربستہ سے پردہ اٹھاتی ہے۔ وحی کی روشنی اور تاریخ کے اکتسابی مطالعہ میں بنیادی فرق ہے۔ مورخ کی بصیرت اور اس کی تاریخ فہمی قوموں کے عروج وزوال کے سلسلے میں اس پر حقائق کی محض چند جھلکیاں بے نقاب کرتی ہے۔گویا بجلی کی کوند ہو جس نے ایک لمحے کے لئے اس کی نگاہوں کے سامنے کائنات کو چکاچوند کردیا ہو، گاہے حقائق بے نقاب ہوگئے ہوں اور گاہے ان پر تاریکی نے پھر سے پردہ ڈال دیا ہو۔ تاریخ کے اس اکتسابی مطالعے کے مقابلے میں وحی کا انکشاف قطعی، یقینی اور ہمہ گیر ہوتا ہے۔ وحی کی حامل قومیں تاریخ کو اپنی مٹھی میں رکھتی ہیں۔ تاریخ کے اوپر ان کا غیر معمولی کنٹرول ہوتا ہے۔ گردش ایام ان کے ابرو واشارے کی مرہون منت ہوتی ہے۔

وحی صرف عروج وزوال کا راز افشانہیں کرتی بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر تاریخ کے اس الوہی وجدان میں فی نفسہ اتنی قوت ہوتی ہے کہ مومن اس کی بنیاد پر تقلیب کائنات کا فریضہ انجام دے سکے۔ ﴿الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعها﴾ اسی کلمۂ انقلاب کی غیر معمولی قوت کا بیان ہے۔ تاریخ کی الوہی تفہیم کے نتیجے میں جولوگ انسانی معاشرے کو رفعت وعظمت کی بلند منزلوں پر لے جانا چاہتے ہیں وہ دراصل ایک ایسے الٰہی مشن کے نمائندہ بن جاتے ہیں جن کی استعانت اور استجاب کے لئے کائنات کے نظام میں غیر معمولی قبولیت کے امکانات رکھے گئے ہیں۔ گزشتہ قوموں میں اہلِ یہود کی غیر معمولی عظمت اور ان کو سیادت کے منصب عظیم پر فائز کیا جانا دراصل اسی وحی کے حوالے سے تھا، جس کے نتیجے میں داؤد وسلیمان کی سلطنت وجود میں آئی اور تمام عالم پر حاملین توراۃ کی فضیلت اور برتری قائم ہوگئی۔ اہلِ یہود کے انبیاء اور دانشور اس حقیقت سے واقف تھے کہ خدائے بزرگ وبرتر کا یہ غیر معمولی فضل

اور انعام واکرام کی یہ بارش دراصل وحیٔ ربانی کے حوالے سے ان کے حصے میں آئی ہے۔ سیادتِ عالم کا منصبِ عظیم انھیں وحی کی ان ہی آسمانی تجلیوں کے طفیل نصیب ہوا تھا جس کے نزول سے رواں دواں انسانی تاریخ کو جھٹکے لگتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وحی کی مداخلت نے تاریخ کی تنظیم وترتیب کا تمام اختیار اب حاملین وحی کے ہاتھوں میں منتقل کردیا ہو۔ اہلِ یہود کے انبیاء اور دانشوروں پر ہی کیا موقوف، ان کے دشمنوں پر بھی وحی کی یہ عظمت واضح تھی۔ یروشلم کی دوسری تباہی کے موقع پر دشمنوں کا آثارِ موسیٰ پر قبضہ کرلینا اور الواحِ توراۃ کو اپنے ساتھ لے جانا اسی بات کی عکاسی کرتا ہے کہ خود ان کے ذہنوں میں بھی اہلِ یہود کی سیادت ان ہی الواح سے عبارت تھی۔ البتہ دشمنانِ یہود اور بعد کے عہد میں علمائے یہود بھی یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ وحی کا یہ غیر معمولی مقام، اس کی بصیرت کو اخذ کرنے اور اس کی روشنی سے اپنی راہوں کو منور کرنے میں ہے نہ یہ کہ فی نفسہ مقدساتِ وحی یا اس کے آثار میں کوئی ایسی جادوئی قوت ہے جو دشمنوں کی تباہی اور اپنوں کی تعمیر کی راہ ہموار کرسکے۔ اہلِ یہود جنھیں خدا نے سیادت عالم کے منصب عظیم پر فائز کیا وحی کے سلسلے میں مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہوئے۔ اولاً انھوں نے صحیفۂ موسوی کو اپنی تشریحات کا تابع بنایا، اقوال بزرگان کو وحی پر فوقیت دی اور اس طرح زبانی اور تحریری وحی کے تصور نے ان کی نگاہوں میں توراۃ کی اہمیت اتنی کم کردی کہ وہ اس کی صحت اور تحفظ کا انتظام بھی نہ کرپائے ثانیاً وحی کو دستور العمل بنانے کے بجائے انھوں نے اسے تبرکات کی حیثیت سے برتنے کی کوشش کی جس نے بچے کھچے آثار وحی کو بھی اس کے اصل وظیفے سے معطل کردیا۔ اس طرح وحی کی یہ تجلی جو کبھی حاملین کے ہاتھوں میں تاریخ کی لگام تھما دیتی تھی، اہلِ یہود اس کی روشنی سے محروم ہوگئے۔

اہلِ یہود کی معطّلی کے بعد اس منصب عظیم پر آخری نبی کی امت کو فائز کیا گیا۔ بعثتِ محمدیؐ کے بعد اب قیامت تک جو کچھ بھی ہونا ہے اصولی طور پر اس کی سیادت امت مسلمہ کو سونپی گئی ہے۔ تاریخ کی یہ قرآنی تفہیم رسالت، آخرت، ہدایت (قرآن) کی طرح ہی اسلامی عقیدے کا ایک حصہ ہے جس کے بغیر خود تصور آخرت کو بھی قرآنی تناظر (perspective) میں نہیں سمجھا جاسکتا۔ امت مسلمہ جو صدیوں سے عمومی زوال کی زد میں ہے اس قرانی تصورِ تاریخ کی تفہیم کے سلسلے میں سخت کرب اور پریشان خیالی (confusion) کا شکار رہی ہے۔ خیر امت کی خواب آسا فضا میں جینے والی ملت کے لئے یہ سمجھنا انتہائی مشکل ہے کہ آخر اس کے ہاتھوں سے تاریخ کی لگام کیونکر پھسلتی گئی ہے۔ آخری نبیؐ کے غیاب میں جب کارِ نبوت اہلِ ایمان کے ہاتھوں انجام پانا ہے تو تاریخ پر ان کی گرفت کیوں ڈھیلی ہوگئی ہے۔ سیادتِ عالم سے امت مسلمہ کی

معطّلی کیا واقعی ظہور پذیر ہوچکی ہے؟ اس تلخ حقیقت کا ادراک مزید پیچیدگیوں کو جنم دیتا ہے جسے پُر کرنے کے لئے امت کے قصہ گو مفکرین نے مسیح موعود، مہدیٔ آخر الزماں اور امام غائب کے تصورات وضع کئے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے کہ ماضی میں مہدیت کے بے شمار دعویداروں کے سامنے آنے اور مجددین کی نشاندہی کے باوجود کسی واقعی مجدد کا انتظار ہنوز باقی ہے۔ آنے والا آخر کب آئے گا، تاریخ کا یہ انحراف کیسے دور ہوگا، امت مسلمہ کی تنصیب دوبارہ کیسے عمل میں آئے گی۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب میں ہمارے پاس سرِ دست انتظار کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ایک ایسا نہ ختم ہونے والا انتظار جو صدیوں پر محیط ہے جس کے لئے نہ قرآن سے دلیل لائی جاسکتی ہے اور نہ ہی عقل سے۔

منصبِ سیادت سے امت مسلمہ کی معطّلی کے بعد تاریخ اپنے راستے سے دور جا پڑی ہے۔ تو کیا تاریخ کے اس انحراف کو دور کرنے کے لئے کسی نئے نبی کی آمد آمد ہے؟ اصولی طور پر تو امت مسلمہ اس بارے میں متفق ہے کہ ذاتِ ختمی رسالتؐ کے بعد اب کسی نئے نبی کی آمد کی کوئی گنجائش نہیں کہ آگے جو کچھ ہے وہ امتِ محمدیؐ کی سیادت میں ہی انجام پانا ہے۔ البتہ عملی طور پر معطّلی کی فضا میں جینے اور دن بدن زوال کے گرتے گراف نے ہمارے اندر سخت مایوسی کا احساس پیدا کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم ختم نبوت کے دعویدار ہونے کے باوجود، مہدی، مجدد، امام آخر اور مسیح موعود کے حوالے سے ایک نئے نبی کی امید میں برے وقتوں کے گزرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ صدیاں گزر گئیں، آنے والا نہیں آتا۔ امت پر زوال کے سائے مزید گہرے ہوتے جاتے ہیں۔

اہلِ یہود کی معطّلی ایک مستقل حکم تھا جس کے بعد منصبِ سیادت پر امت مسلمہ کو فائز کر دیا گیا البتہ امت مسلمہ کی معطّلی وحی کے سلسلے میں اس کے اپنے غلو اور تقصیر کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ یہ خود اس کا اپنا کیا دھرا ہے جس پر خدا نے اپنے فیصلہ کے مہر ثبت نہیں کی ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو ایک نئے نبی کی آمد کی بشارت سنائی جاتی۔ امتِ مسلمہ کے موجودہ زوال پر قابو پایا جانا عین ممکن ہے۔ اہلِ یہود کے مقابلے میں امت مسلمہ کو ایک غیر معمولی تفوق یہ بھی حاصل ہے کہ جہاں اہلِ یہود کا وثیقۂ وحی، خمسۂ موسوی خرد برد کا شکار ہوگیا وہاں قرآنِ مجید صحت کے تمام تر التزامات کے ساتھ آج بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہے جسے امت میں حجۃ من بعدالرسل کی حیثیت حاصل ہے۔ گویا وحی کی تجلی ایک بار پھر ہماری راہیں منور کر سکتی ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہم اسے کتاب برکت کے بجائے دستورالعمل کی حیثیت سے قبول کرنے کا حوصلہ پیدا کریں۔ البتہ صدیوں کے انحراف کے بعد یہ کام مشکل ہے اور اسے وہ ذہن انجام نہیں دے سکتا

جس پر﴿ نحن وجدنا آباؤنا اولین﴾ کی نفسیات حاوی ہو اور جو زوال کے تدارک کے لئے بھی ان ہی اسباب کو استعمال میں لانے کا خوگر ہو، جو ہمارے لئے زوال کا اصل سبب رہی ہوں۔

چودہ صدیوں پر مشتمل ہماری ملّی تاریخ میں ایسے حوادث کی کمی نہیں جن سے مختلف اوقات میں ہمارے نہ تھمنے والے زوال کی بار بار تصدیق ہوتی رہی ہو۔ فتنۂ قتلِ عثمان ہو یا جمل اور صفین کی خانہ جنگیاں، بغداد اور غرناطہ کا سقوط ہو یا مغل دہلی اور خلافت عثمانی کی تباہی، یہ ہماری تاریخ کے وہ لمحات ہیں جب من حیث القوم ہمارا وجود اپنے زوال کی سرعت اور شدت کے سلسلے میں ششدر رہ گیا تھا۔ ہم ابھی ایک حادثے کی ماہیت اور شدت کا پوری طرح ادراک بھی نہ کر پائے تھے کہ پے در پے دوسرے حوادث پیش آتے گئے۔ یہاں تک کہ تاریخ کو کبھی اپنی مٹھی میں رکھنے والی امت خود تاریخ بن کر رہ گئی۔

تاریخ کے ایک طالب علم کے لئے یہ امر بھی کم باعث استعجاب نہیں کہ صدیوں سے جاری زوالِ امت پر بندھ باندھنے کے لئے گو کہ ہر عہد میں علماء و دانشور اپنی سی جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں۔ البتہ زوال کے اسباب پر سنجیدہ غور وفکر حیرت انگیز طور پر بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہمارے علماء ومفکرین نے اس سوال کو راست غور وفکر کا موضوع بنانے کے بجائے مسلم ذہن کے داخلی خلفشار اور نظری بحران پر کہیں زیادہ توجہ دی ہے۔ شافعی، اشعری اور غزالی ہماری فکری تاریخ میں بظاہر روشن میناروں کی حیثیت سے نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے عہد میں مسلم فکر کے داخلی تضادات کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ البتہ یہ تمام مجتہدانہ کوششیں ایک قسم کے مصالحانہ رویہ کی حامل تھیں جس سے فوری طور پر بحران کے ازالے کا احساس تو پیدا ہوا البتہ کوئی ایسا انقلاب انگیز قدم نہ اٹھایا جاسکا جس سے مسلم فکر کے لئے اپنے اصل مآخذ تک لوٹنے کی راہ ہموار ہوتی۔ عملاً ہوا یہ کہ اِن مجتہدین کی کوششیں مزید الجھنوں کو جنم دے گئیں۔ بلکہ اگر محتاط الفاظ میں کہا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے عہد میں مصالحتی فارمولے کی تلاش میں التباساتِ فکری کی دھند چھانٹنے کے بجائے انہیں درجۂ استناد دے گئے۔ ہماری توجہ زوال کے اصل اسباب کی طرف مبذول نہ ہوسکی۔ ایک polemics دوسرے polemics کو نگلتی رہی۔ اہل الرائے پر اہل الحدیث کی فتح، اعتزال پر اشعریت کا غلبہ، فقہ ظاہر پر فقہ باطن کی کامیابی کے نتیجے میں اسلام کا جو مقبول عام ایڈیشن تیار ہوا وہ اپنے اصل قرآنی قالب سے مسلسل دور ہوتا گیا۔ وحی کی تجلیوں پر ہماری تعبیرات کی دبیز چادر نے ہمیں مآخذ وحی سے اتنا دور کردیا کہ ہم اس تلخ حقیقت کا ادراک کرنے کے قابل بھی نہ رہے۔ جن لوگوں نے ہمارے زوال کو سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کی اور اسے اپنی گفتگو کا راست موضوع بنایا ان کی نگاہیں بھی

زوال کے سیاسی مظاہر میں الجھ کر رہ گئیں۔ ابن خلدون نے جسے ہماری تاریخ میں پہلے باقاعدہ مؤرخ کی حیثیت حاصل ہے، ایک نظری امت کے زوال کو نظری بنیادوں پر سمجھنے کے بجائے اسے خالص سیاسی اور سماجی اصطلاحات میں سمجھنے کی کوشش کی۔ خلدون کی یہ دریافت جسے وہ عصبیہ سے تعبیر کرتا ہے صدیوں تک ہمارے درمیان آخری اور قطعی جواب کے طور پر دیکھی جاتی رہی۔ جس کی موجودگی میں کسی تلاش واقعی کی طرف ہماری توجہ نہ ہوسکی۔ ہم چونکہ اسباب زوال کو سیاسی عوامل میں تلاش کرنے کے خوگر ہو چکے تھے اور عروج وزوال کو سلطنت کی قوت وشوکت سے ناپنے کے عادی تھے، اس لئے خلافت عباسیہ کے تاراج ہونے کے باوجود اسپین اور ہندوستان میں مسلم حکومتوں کا جاہ وحشم ہمیں مسلسل دھوکہ دیتا رہا۔ بلکہ بعض صاحبِ فکر شاعروں نے ہماری شوکت وذلت کی بیک وقت صورتحال کو ''جہاں میں صورت خورشید جینے'' سے تعبیر کیا اور اسے اہلِ ایمان کا خاصّہ بتایا۔ قوموں کے عروج وزوال کو سلطنت کے جاہ وحشم سے ناپنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم صدیوں اپنے زوال کے گرتے گراف کا واقعی ادراک کرنے سے محروم رہے۔ دینِ اسلام کو شوکتِ اسلام کی اصطلاحوں میں سمجھنے اور اسے ہی اسلام کا مستند قالب قرار دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ زوال زدہ عباسی بغداد جہاں مسلم فکر کے نظری بحران اور تشتّت کی بنیاد رکھی گئی، ہماری ملّی تاریخ میں اسلام کے عہد زریں کی حیثیت سے یاد کیا جانے لگا اور ہمارے علماء ودانشور عہد عباسی کے جاہ وحشم کو اسلامی تہذیب وثقافت کے منتہیٰ ومقصود کی حیثیت سے پیش کرنے لگے۔ صدیوں ہم محض سیاسی قوت کو ہی ''کلمة اللّٰهِ هي العليا'' کا مترادف سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا رہے۔ حالانکہ عباسی بغداد کا ''عہد زریں'' نبوی ماڈل سے یکسر مختلف تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت نہ تو عرب سلطنت (empire) کے قیام کے لئے ہوئی تھی اور نہ ہی اسلامی فکر میں جابر بادشاہوں اور توسیع پسند حکمرانوں کے لئے کوئی گنجائش تھی۔ عباسی بغداد کا عہد زریں جس قوت وسطوت اور جاہ وحشم سے عبارت تھا اس کی نظری اور تہذیبی بنیادیں غیر قرآنی ثقافت میں تھیں، یہ وہ صورتحال قطعی نہیں تھی جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے ﴿کلمة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء﴾ کہ اگر ایسا ہوتا تو چشم زدن میں کلمہ طیبہ کا یہ مظہر منگولوں کے ہاتھوں فنا نہ ہوجاتا۔ ہم عرصہ ہائے دراز تک مسلم قوت کے عروج کو عروجِ کلمہ سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا رہے۔

مسئلہ زوال پر لکھی جانے والی تحریریں اولاً تو نفسِ مسئلہ سے راست خطاب نہیں کرتیں۔ ثانیاً انھیں ایک خانگی بحث (internal debate) کے بجائے ایک ایسے مباحثہ (polemics) کے طور پر دیکھا گیا ہے جس کے مخاطب مسلمانوں سے کہیں زیادہ غیر مسلم ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں اس مسئلہ پر تقریباً

اتفاق پایا جاتا ہے کہ ہمارے تمام تر زوال کا سبب دینِ اسلام سے ہماری دوری ہے اور یہ کہ دین پر پھر سے ہمارا عامل ہوجانا ہمیں دوبارہ سیادت عالم پر فائز ہونے کا موجب ہوگا۔ اس میں شبہ نہیں کہ فی نفسہ اس بیان میں کہیں نہ کہیں حقیقت ضرور مستور ہے۔ البتہ مسائل پر مسلمات اور معتقدات کی اصطلاحوں میں کلام انھیں دراصل حقائق کا درجہ دے دینا ہے جہاں دماغ کو تحریک دینے کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ دینِ اسلام کی طرف ہماری واپسی یقیناً پھر سے ہمیں اپنے فریضۂ منصبی پر فائز کردے گی۔ البتہ دین کی طرف یہ واپسی ہو کیسے؟ اس سوال کا شافی جواب dogmatic epistemology میں فراہم کرنا ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین کی طرف واپسی یا ازسرِنو دین پر عامل ہونے کا نعرہ اپنی تمام تر جذباتی اپیل کے باوجود ہمارے لئے قابلِ عمل خیال نہیں بن پاتا اور ہم دین کے نام پر ان مظاہر میں الجھ کر رہ جاتے ہیں جن کو ہمارے متکلمین اور فقہاء نے قبول عام دین کی حیثیت سے مختلف اوقات میں پیش کیا ہے۔ دین کی یہ مختلف تعبیریں ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہوتی رہتی ہیں اور بسا اوقات باہم متصادم بھی ہوجاتی ہیں۔ ایسی صورت میں عاملین کے لئے یہ طے کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ دین کی کون سی تعبیر (edition) مستند ہے اور کس تصور (edition) کو اختیار کرنے کے نتیجے میں اہلِ ایمان پر دوبارہ فضیلت وسیادت کے دروازے کھل سکتے ہیں۔

صدیوں سے ہمارے مفکرین کی ایک قابلِ ذکر تعداد اجتہاد واتحاد کے فقدان کو ہمارے زوال کا سبب بتاتی رہی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ زندہ قوموں کے لئے بیدار ذہنی اور قبول و رَدّ کی عقلی صلاحیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ وحی کی تفہیم اہلِ ایمان کے لئے نیک وبد کا ایک ایسا پیمانہ (parameter) فراہم کرتی ہے جس کی روشنی میں وہ پیش آمدہ مسائل پر پُر اعتماد آزادانہ غور وفکر کا کام انجام دے سکتا ہے۔ بڑی بڑی شخصیات کے بت، تہذیبوں کی سحر انگیزیاں، فلسفیوں کی نکتہ رسی اور احبار ورہبان کی موشگافیاں وحی کی کسوٹی پر اپنا اعتبار کھو دیتی ہیں۔ یہ اجتہادی اور عقلی رویہ اہلِ ایمان کا وہ خاصہ ہے جس کا بیان قرآن میں جابجا پایا جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تقلیدآباء سے کنارہ کشی کے بغیر وحی کو اس کی اصل روشنی میں واقعی آب وتاب کے ساتھ سمجھنا ممکن نہیں۔ یہ کام عہدِ رسولؐ میں جتنا ضروری تھا اتنا ہی ہر زمانے میں اہلِ ایمان کے لئے لازم ہوگا۔ البتہ دینی ثقافت کے گرد جو خودرو پودے اُگ آتے ہیں اس کو جزوِ دین قرار دینے کی غلط فہمی میں مبتلا ہوجانا ایک متوارث مذہبی عمل ہے۔ ہمارے یہاں جن لوگوں نے اجتہاد کا غلغلہ بلند کیا وہ اپنی تمام تر مجتہدانہ رفعتوں کے باوجود وحی پر خود اس کے اپنے فراہم کردہ معیار (paradigm) کے اندر غور وفکر کی ابتداء کرنے میں ناکام رہے۔ مجتہد مطلق کا تصور ہمارے لئے خواب وخیال قرار پایا البتہ اس کے ظہور

کے لئے ہم من حیث القوم مشتاق اور مضطرب دکھائی دیئے۔لیکن کسی ایسے مجتہد کے ظہور پر تقلیدی مفکرین نے جو مہریں لگارکھی تھیں ہم انہیں توڑنے کی جرأت پیدا نہ کرسکے۔ مجتہد کے لئے جامع العلوم کی عبقری شرائط کے گرد تقدسات کا جو ہالہ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ وسیع ہوتا جاتا تھا اس پر اجتہاد کے علمبردار کوئی واقعی ضرب لگانے میں ناکام رہے۔ اجتہادِ فکری کے بغیر ایک ایسی امت میں جو ذہنی تشتّت اور فکری بحران کا شکار ہو اتحاد کا حصول ایک ناممکن العمل خیال تھا۔ ایسی صورتحال میں نئی صبح کے متلاشیوں کو ایک ایسی صورتحال سے دوچار ہونا فطری تھا گویا ظلمتِ شب میں فوج کا ایک دستہ اپنی ہی فوج کے دوسرے دستے سے برسرِ پیکار ہو۔

تاریخ کی قرآنی تفہیم کی روشنی میں یہ بات تو وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ منصبِ سیادت سے ہماری معطّلی دراصل ہمارا اپنا کیا کرایا عمل ہے جس کے تدارک کی پوری گنجائش موجود ہے۔ البتہ اسباب زوال کے تعین میں اگر ہماری نگاہیں غیر قرآنی تناظر (perspective) میں الجھ کر رہ گئیں تو سیادت تک واپسی کا یہ کام انجام نہیں پاسکے گا۔ عرب عصبیت ایک عرب سلطنت (empire) قائم کرسکتی ہے ۔ البتہ عالمی معاشرے کا قیام نظری بنیادوں پر ہی انجام پاسکتا ہے۔ ایک ایسا نظریہ جو آفاقی لب ولہجہ کا حامل ہو، جہاں زمان ومکان اور رنگ ونسل کی شناخت، اپنی وقعت کھودے۔ ایک ایسے آفاقی معاشرے کی تشکیل صرف وحی کی بنیاد پر ہوسکتی ہے۔ انسانی ساخت کے کسی نظریے یا فلسفے میں اتنی ہمہ گیری اور وسعت نہیں ہوتی کہ وہ ہر ذہن کو اس کے تمام تر فطری ابعاد کے ساتھ قبول کرسکے۔ مشرق میں فلسفے کا زوال یا عقلی رویے کی بیخ کنی کو بھی زوال کی کلید کے طور پر دیکھا جانا صحیح نہیں ہوگا۔ شبلی نعمانی کا یہ خیال کہ معتزلہ کی شکست میں ہمارے زوال کے اسباب پوشیدہ ہیں، ایک پیچیدہ مسئلہ کا ایک سادہ سا ادراک ہے۔ نئے عہد کے معتزلی اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں موجودہ صورتحال سے نہیں نکال سکتے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلم فکر میں اس کی تاریخ کے بحرانی لحات میں شافعیت، اشعریت اور غزالیت کی فتح نے اس کو وحی کے اصل سرچشمے سے دور کردیا۔ ہمارے زوال کی روداد معتزلہ کے زوال سے کہیں زیادہ دوسرے متبادل فکری قالب کی فتح میں پوشیدہ ہے۔ فکری اسلام کے یہ متبادل قالب جو صدیوں کی ترکیبِ باہمی (synthesis) کے نتیجے میں ہم تک منتقل ہوئے ہیں، ان کی تعمیر میں ہمارے متکلمین، فقہاء اور دانشوروں کے انسانی ذہنوں کا اہم رول ہے۔ جب تک اسلام کی اصل تصویر، ان انسانی تعبیرات سے ماوراء، صرف اور صرف وحی کے paradigm میں، ازسرِ نو دریافت نہیں کی جاتی، ہمارے لئے سیادتِ عالم کی کلید کا حاصل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

مشکل یہ ہے کہ ہمارے تہذیبی اور علمی سرمائے پر قدامت کا رنگ بری طرح غالب ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے دین اور اس کے متعلقات پر غور وفکر کے لئے پچھلی صدیوں میں واپس جانا ضروری ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ امت مسلمہ کے جاری زوال کو روکنا چاہتے ہیں وہ قدیم تہذیبی سرمائے یا اس کے آزمودہ سانچوں میں کوئی کشش نہیں پاتے۔ نئی دنیا میں تہذیبی اور فقہی اسلام کو قابلِ عمل تصور کی حیثیت سے نہیں دیکھا جاتا۔ لہٰذا ایسے مجتہدین کی پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ وہ صورتحال کے ازالہ کے لئے جدید دنیا کی نامذہبی سیکولر epistemology کو بروئے کار لائیں۔ نئی epistemology اپنے ساتھ نئے تصورات بھی لاتی ہے۔ گزشتہ تین سو سالوں میں ہماری اجتہادی اوراحیائی مساعی پر اجنبی تصورات اور نمونوں کے اثرات خاصے واضح ہیں جنہوں نے بیسویں صدی میں ایک نظری، قرآنی داعیانہ امت کے بالمقابل ''تحریک اسلامی'' کے مختلف قالب کا تصور پیش کیا ہے۔ D-8،OIC جیسی کوششیں بھی ان ہی epistemology کی پیداوار ہیں جو ہمارے زوال کی تلافی میں اس لئے ناکام رہی ہیں کہ ان ہیئتوں کے معمار ہمارے زوال کا سرے سے کوئی ادراک نہیں رکھتے۔ ہمارا تہذیبی سرمایہ خواہ کتنی ہی قدامت کا حامل کیوں نہ ہو اسے یکسر نظر انداز (by-pass) کرنا اسی قسم کے بے راہ روی کو جنم دے گا جس کے شکار مسلمانوں کے سیکولر معمارانِ قوم رہے ہیں۔ تہذیبی اور علمی سرمایے کی طرف ہمارا رویہ ایک ایسے ورثہ (heritage) کا ہونا چاہئے جس میں ایک طرف اگر ہمارے فکری انحراف کی عبرت ناک داستان محفوظ ہے تو دوسری طرف ان ہی مآخذ میں عہدِ رسولؐ سے نسل بعد نسل منتقل ہونے والا ایک نامحسوس تسلسل بھی ہے۔ اس تسلسل کو دریافت کرنا انتہائی حساس اور پیچیدہ عمل ہے جس کے لئے تمام تر بصیرت وحیٔ ربانی کے اندر سے برآمد ہونی چاہئے ورنہ ہوگا یہ کہ موجودہ زوال سے نکلنے کی ہماری خواہش ہمیں عصرِ حاضر کے التباسات میں مزید الجھا دے گی اور جس طرح ماضی میں کوئی ڈیڑھ سو سال تک یونانی تعقل پسندی ہمارا راستہ روک کر بیٹھ گئی تھی اسی طرح عہدِ جدید کے فکری التباسات سے باہر آنے میں بھی ایک طویل مدت صرف ہو جائے گی۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے تہذیبی سرمایے پر جو تقلیدی اور قدامت پرستانہ رنگ غالب ہے اس نے ہمیں ماضی میں خاصا نقصان پہنچایا ہے اور مستقبل میں بھی کسی نئی ابتداء میں یہ مسلسل حارج ہوتا رہے گا۔ البتہ اس کا حل یہ نہیں کہ ہم سرے سے ہزار سالوں پر مشتمل اس تہذیبی سرمایے سے بے نیاز ہو جائیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پرانے مسلمات کا از سرِ نو محاکمہ کریں اور کمال جرأت وفراست کے ساتھ وحیٔ ربانی کی روشنی میں ان کی صحیح قدر و قیمت متعین کریں۔ ابتدائی صدیوں میں ہی ہمارے یہاں علم کے

تصور میں بعض ایسی بنیادی تبدیلیاں پیدا ہوگئی تھیں جس نے آگے چل کر غور وفکر کی راہ مسدود کردی۔ گزشتہ مباحث میں ہم نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ کس طرح پہلی صدی ہجری کے دوسرے نصف سے آثار و روایات کا علم رکھنے والوں کو علم کے حوالے سے خصوصی تفوق حاصل ہوگیا تھا۔ آثار و ایامِ رسولؐ سے مسلمانوں کی قلبی وابستگی نے محدثین کے لئے خصوصی قدر ومنزلت پیدا کردی تھی۔ عہدِ عباسی میں جب مسلم معاشرے میں مختلف سطحوں پر ثنویت کا حملہ تھا، دین اور دنیا کا بُعد بڑھتا جاتا تھا، مسلمانوں کے یہاں علم کے تصور میں بھی ثنویت کو داخلہ مل گیا۔ علم دین کے حوالے سے علماء وفقہاء نے اپنے آپ کو خصوصی اعزاز واکرام کا مستحق گردانا۔ روایتوں کی جمع وتدوین، فقہ کی فروعات، رأس العلم کی حیثیت سے دیکھے جانے لگے۔ جن لوگوں نے تسخیر کائنات کی قرآنی دعوت اور خدا کی کائنات میں غور وفکر کو اپنا وظیفۂ حیات قرار دیا وہ ایک طرح کے احساسِ جرم میں جیتے رہے۔ گویا انھوں نے علم کی برتر شاخ کو چھوڑ کر نسبتاً کم تر درجے کے علوم کو اپنی زندگی کا محور بنایا ہو۔ اس طرزِ فکر کا ایک دوسرا نقصان یہ ہوا کہ غیر دینی علوم کے حاملین وحی سے یکسر بے نیاز ہوگئے۔ ان کا طرزِ زندگی فقہاء وعلماء سے مختلف آزاد مشربی کا حامل نظر آنے لگا۔ ابن رشد، فارابی اور ابن سینا جیسے لوگ اگر عین مسلم ثقافت میں آزاد مشربی کے علمبردار نظر آئے اور ان کا وحی سے تعلق ٹوٹ گیا تو دوسری طرف خود علمائے کرام بھی وحی کے بجائے متقدمین کی تعبیرات کو دینی علوم سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہوگئے۔ پچھلے صفحات میں ہم نے اس طرف تفصیل سے اشارہ کیا ہے کہ کس طرح روایتوں اور فقہ کو دینی زندگی کے لئے مسلمہ منشور کی حیثیت سے تسلیم کرلیا گیا اور یہ خیال عام ہوا کہ فقہاء، متکلمین اور متصوفین نے قرآن سے سارا عطر کشید کرلیا ہے اور یہ کہ ان کی کتابوں میں جو کچھ ہے وہ اسی قرآنی ہدایت کا سیدھا سادہ بیان ہے۔ علم کے سلسلے میں ہمارے یہاں ثنویت کے رواج پاجانے سے سنگین اور دوررس اثرات پیدا ہوئے۔ صدیاں گزر گئیں ہم تسخیرِ کائنات کو قرآنی paradigm سے باہر ایک اجنبی اور کمتر درجے کا علم سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ جس امت کو سیادتِ عالم کے منصب پر فائز کیا گیا ہو وہ اگر تسخیرِ کائنات کے سلسلے میں احساسِ جرم کا شکار ہوجائے تو اس مقام سے اس کی معطّلی ایک منطقی اور لازمی امر ہے۔ اہلِ یہود بھی صدیوں توراۃ کے سلسلے میں اِسی غلط فہمی کا شکار رہے۔ آج بھی ان کے یہاں قدامت پرست مذہبی حلقوں میں زندگی کا بنیادی وظیفہ توراۃ کا مولویانہ علم حاصل کرنا سمجھا جاتا ہے۔ جو لوگ کسب معاش کی دوڑ دھوپ میں مبتلا ہیں ان کا یہ عمل غیر توراتی اور کارِ لایعنی بتایا جاتا ہے۔ الّا یہ کہ ان کا مقصد یہ ہو کہ وہ دنیا کما کر اپنا مال طالبین توراۃ کی خدمت پر صرف کریں۔ اس خیال کے مطابق توراۃ کی

مولویانہ تعلیم کے علاوہ کسی اور علم کا حاصل کرنا گناہ سے کم نہیں۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے مشرقی یورپ میں اہلِ یہود کے مابین اس بحث نے شدت اختیار کی آیا کتب دینیہ کے علاوہ دوسری کتابوں کے مطالعے کی بھی کوئی گنجائش پیدا ہوسکتی ہے؟ یہودی فقہاء نے اس مشکل کا حل یہ نکالا کہ ان اوقات میں یا ان مقامات پر جہاں توراۃ کا پڑھنا ممنوع ہے اور جس سے انسانوں کو مفر نہیں، سیکولر نوعیت کی کتابیں پڑھنے کی اجازت دے دی۔ اس عہد میں ہمیں یہودی اہلِ علم کے ہاں قبض کی عام شکایت ملتی ہے۔ گھنٹوں سیکولر لٹریچر کے مطالعے کے لئے علم کے شائقین بیت الخلاء میں وقت گزارتے نظر آتے ہیں۔ ربائیوں کی اس حیلِ فقہی نے یہودی ذہن کو ایک حیرت انگیز علمی دھماکے سے دوچار کردیا۔ آناً فاناً اہلِ یہود کے درمیان سے مفکرین کی ایک بڑی تعداد سامنے آ گئی۔ گو کہ قدامت پرست مذہبی حلقوں میں سیکولر علوم کے سلسلے میں احساسِ جرم باقی رہا لیکن اس کی پہلی سی وہ گرفت یہودی ذہن پر برقرار نہ رہ سکی۔ مسلم ذہن کو حرکت میں لانے کے لئے ضروری نہیں کہ اسی یہودی تجربے کا سہارا لیا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ تصورِ علم کے سلسلے میں ہمارے یہاں جو التباسات در آئے ہیں اس کا وحی کی روشنی میں ازسرِنو محاکمہ کیا جائے۔ تب ہی یہ ممکن ہے کہ ہم اپنے جامد ذہنوں کو حرکت دینے کے قابل ہوسکیں۔

وحی کی ازسرِنو بازیافت ہمیں ان اجنبی paradigm سے آزاد کرسکتی ہے جس کے اندر مسلم فکر صدیوں سے operate کررہی ہے۔ اپنے زوال کے سدباب کے لئے ہم جن اجنبی نمونوں (models) کا سہارا لیتے ہیں یا جن اجنبی مآخذ سے اپنی فکر کا چراغ روشن کرنا چاہتے ہیں وہ زوال کے دلدل میں ہمیں مزید الجھا دیتے ہیں۔ گویا قرآنی paradigm سے دور ہمارا فکری کارواں ایک گرداب بے کنار (vicious circle) میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ افسوس کہ ہمیں اس سنگین صورتحال کا ادراک بھی نہیں۔ صدیوں سے ہم اپنے فکر و عمل میں ثنویت کے ایسے خوگر ہوگئے ہیں کہ ہمیں اپنے فکر و عمل کا واضح تضاد بھی معمول کی اسلامی زندگی معلوم ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں زوال کے سدباب کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات کی ہم اگلے لمحے نفی کرتے نظر آتے ہیں۔ وحی کی روشنی جب گم ہوجائے تو فکر و عمل کا تضاد نظر آ سکتا ہے اور نہ ہی محاکمہ کا کوئی حتمی پیمانہ جس کی بنیاد پر ہم اپنا تنقیدی جائزہ لے سکیں۔

گزشتہ تین سو سالوں میں دنیا کے مختلف علاقوں میں امت مسلمہ نے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ احیاء کی یہ تمام کوششیں جو کہیں استبداد مخالف تحریک کی شکل میں سامنے آئیں اور کہیں اسلامی ریاست کے قیام کو اپنا ہدف قرار دیا، بے دریغ قربانیوں کے باوجود اگر آنے والے دنوں میں ان پر مسلم قومیت، عرب

قومیت یا قومی ریاست (nation-state) کے تصورات نے غلبہ پالیا تو اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ احیاء کی یہ مضطربانہ کوششیں رأس المسئلہ کا ادراک کرنے میں ناکام رہیں۔ ان کی تمام تر توجہ مظاہر میں الجھ کر رہ گئیں۔ علامات (symptoms) کو ہی انھوں نے اصل مرض قرار دے ڈالا۔ مسلم قومیت کا تصور دراصل فقہی اسلام سے مستعار ایک خیال ہے جس میں نہ تو اسلام کی آفاقیت سما سکتی ہے اور نہ ہی عام انسانوں کے لئے فقہی اسلام کے اس قالب میں کشش کا کوئی سامان ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے اولوالعزم نفوس کی قربانیاں اگر مطلوبہ نتائج پیدا کرنے میں ناکام رہیں تو اس کا اصل سبب یہی ہے کہ صلحائے امت نے ان اقدامات کا تانا بانا محض اپنی عقل و فراست سے تیار کیا۔ وحی کی روشنی میں صورتحال کا محاکمہ کرنے اور کلیدِ وحی سے مسائل کا قفل کھولنے کی کوئی واقعی کوشش نہیں کی گئی۔ دین کا فقہی تصور نہ صرف یہ کہ ہمیں وحی کی لازوال تازگی سے محروم کر دیتا ہے بلکہ یہ امت کو داخلی طور پر مستقل توڑ پھوڑ میں مبتلا رکھتا ہے۔ فقہی اسلام نے مسلم فکر میں تفرقہ، گروہ بندی، تنگ نظری، عدم رواداری اور اکرامِ مسلم کے خاتمے کی راہ ہموار کی ہے۔ آج امت کے مختلف گروہوں کو اپنی اجتماعی شناخت سے کہیں زیادہ اگر گروہی شناخت پر اصرار ہے تو اس کی وجہ بھی یہی بنیادی نکتہ ہے کہ ان بے چاروں کا وحی سے راست رابطہ منقطع ہو چکا ہے۔ فقہی کتابیں اور گروہی لٹریچر مسلکی تعصّبات کو ہی ہوا دے سکتی ہیں۔ ان سے یہ توقع بے جا ہے کہ وہ اہلِ ایمان کو من حیث الامۃ متحرک کر سکیں گی۔ سنی ہوں یا شیعہ یا ان دونوں حلقوں میں پائے جانے والے اہلِ ایمان کے مختلف گروہ، اصولی طور پر تو سب کے سب قرآن مجید کو اپنے فکر و عمل کی کلید بتاتے ہیں۔ البتہ عملی طور پر ہر گروہ نے اپنی اپنی دینی کتابوں کا ایک دفتر تیار کر رکھا ہے۔ مختلف فرقوں کی مذہبی مشین کو متحرک رکھنے میں ان کی مرتب کردہ دینی کتابیں ہی اصل فریضہ انجام دیتی ہیں ۔ قرآن مجید کی حیثیت ایک ایسی کتاب برکت کی ہے جو تمام گروہوں کے نزدیک یکساں معتبر تو ہے البتہ اس سے مذہبی زندگی کی ترتیب و تنظیم میں کوئی مؤثر کام نہیں لیا جاتا۔ اصل مآخذ ہدایت کی معطّلی اور ذیلی مآخذ کے وجود میں آجانے سے امت مسلسل انتشارِ فکری کی زد میں ہے۔ خود اہلِ ایمان کے مابین ایک دوسرے پر اعتماد مفقود ہے۔ دشمنوں کے خلاف ہمارا وقتی اتحاد کا اگر خطرہ ٹلتے ہی دوبارہ بکھر جاتا ہے، ہماری تلواریں آپس میں الجھ جاتی ہیں یا خود اہلِ ایمان کے مذہبی گروہ ایک دوسرے کی مساجد پر حملے اور ایک دوسرے کا خون مباح سمجھتے ہیں تو اس کی وجہ اسلام کا وہ زوال زدہ تصور ہے جو اضافی دینی لٹریچر کی پیداوار ہے۔ ہر فرقے نے خود کو برحق باور کرانے اور دوسرے کی تذلیل و تکفیر بلکہ تدفین تک کے لئے آثار و روایات پر مشتمل، اقوال بزرگان سے تقدس

یافتہ، وافر لٹریچر تیار کر رکھا ہے۔ جب تک اس اضافی دینی فہم کو اعتبار ملتا رہے گا امت اپنے داخلی انتشارِ فکر وعمل سے نجات نہیں پا سکتی۔ احیاء کی ہماری تمام تر مساعی اور زوال سے نکلنے کی تمام تر ترکیبیں آپس میں ہی الجھ کر رہ جائیں گی۔ وحی سے بے نیاز ہو کر ہم زیادہ سے زیادہ مسلم قومیت کی لڑائی لڑ سکتے ہیں جس پر کبھی تو استعمار مخالف تحریک کا گمان ہوگا، کبھی ثقافتی، تہذیبی، لسانی اور مکانی قومیتوں کا رنگ ان پر غالب آ جائے گا اور کبھی مشرق اور مغرب کے درمیان راست تصادم کا منظر نظر آئے گا۔ اضافی دینی لٹریچر چھوٹی گروہی شناخت کو تقویت دے سکتا ہے۔ یہ صورت حال دشمنوں کے لئے مشکلیں تو ضرور پیدا کر سکتی ہے البتہ اس میں وہ قوت نہیں کہ وہ اسلام کی اس آفاقی تحریک کو جنم دے سکے جسے امت مسلمہ کے تمام ہی گروہ اور اس گروہ سے باہر سعید، صالح روحیں اسے اپنا اجتماعی مشن قرار دے سکیں۔ صدیوں سے ہم جس دینی فہم کے اسیر ہیں وہ اپنی انتہا پر زیادہ سے زیادہ ایک بین الاقوامی انارکی کو جنم دے سکتی ہے۔ یہ موجودہ نظام کو زک تو ضرور پہنچا سکتا ہے البتہ اس میں یہ قوت نہیں کہ وہ ایک متبادل نظام کا ڈول ڈال سکے۔ واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ صدیوں میں جو لوگ زوال پر بندھ باندھنے کی مضطربانہ کوششیں کرتے رہے ہیں انھوں نے فقہی اسلام سے ماوراء اسلام کی آفاقیت اور معنویت (relevence) کو دریافت کرنے کی کوشش کم ہی کی ہے۔ اس آفاقی اسلام کی دریافت کے لئے لازم ہوگا کہ ہمارے دل و دماغ وحی کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ یہ عمل اضافی دینی لٹریچر کو فراموش (roll-back) کرنے کے مترادف ہوگا۔ گویا جب تک اہلِ ایمان اپنی خود ساختہ گروہی اور فقہی شناخت کو کالعدم قرار نہیں دیتے، جب تک شیعہ اپنی شیعیت سے دست بردار نہیں ہوتے اور سنّی اپنی سنیت ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے، نہ تو اصل اسلامی شناخت کی تشکیل ممکن ہے اور نہ ہی صدیوں سے انحراف کے شکار مسلم فکر کے لئے قرآنی paradigm میں لوٹنا ممکن ہے۔

زوال کے مختلف ابعاد کا ادراک ایک نئے غور و فکر کا طالب ہے۔ آفاقی اسلام کے جس نظریے کا اتمام آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہوا اور انسانی معاشرے میں تبدیلی کے جس عمل (process) کا آپ ﷺ کے ہاتھوں آغاز ہوا تھا اس کے اثرات تب سے اب تک انسانی تاریخ پر مسلسل مرتب ہوتے رہے ہیں۔ مسلم فکر کے زوال اور فقہی اسلام کی تشکیل کے باوجود ﴿لقد کرمنا بنی آدم﴾ کا منشور، تاریخ کے ہر دور میں، ہر خطے اور ہر قوم کی سعید روحوں کو مسلسل اپنی طرف متوجہ کرتا رہا ہے۔ جدید دنیا میں، جس کی تعمیر کا سہرا بڑی حد تک مغرب کے سر ہے، انسانی حقوق، انفرادی آزادی، حقوق نسواں اور حقوق اطفال کا تصور تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور مذہبی خودمختاری کی باتیں اچانک اٹھارہویں صدی کے صنعتی انقلاب کے نتیجے میں

عدم سے وجود میں نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ان تصورات کو عام کرنے اور انسانوں کو خود اپنے اظہار کے لئے ماضی کے مقابلے میں آج نسبتاً کہیں زیادہ جو ماحول میسر آیا ہے اس کا تعلق مختلف سطحوں پر ان ہی انبیائی تحریکوں سے ہے جس کی قطعی تصویر آپؐ کے پیغام میں نظر آتی ہے۔ اسلام صرف فقہی طور پر خود کو مسلمان کہنے والوں کا دین نہیں بلکہ اس کی آغوش میں وہ تمام سعید روحیں سکینت و رحمت حاصل کر سکتی ہیں جو اپنے قول وعمل سے اَسۡلَمۡنَا کی گواہی دے رہی ہوں اور جن کے اعمال صالحہ انھیں ان برگزیدہ نفوس میں شامل کر لیتے ہوں جن کے بارے میں قرآن کا بیان ہے: ﴿**ليسوا سواءً من اهل الكتاب أمة قائمة يتلون آيٰت الله آناء الليل وهم يسجدونo يومنون بالله واليوم الآخر ويامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يسارعون في الخيرات و أولئک من الصٰلحينo**﴾ (آل عمران:۱۱۳،۱۱۴) ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کو ایک نظریاتی شناخت (ideological badge) کی حیثیت سے برتنے یا ملی قومی شناخت قرار دینے کے بجائے ایک آفاقی نظری تحریک کے طور پر دیکھا جائے۔ قرآنی paradigm میں اس بات کی وافر گنجائش موجود ہے کہ وہ فقہی مسلمانوں سے ماوراء اَسۡلَمۡنَا کے حاملین کو اپنے دامن میں پناہ دے سکے خواہ ان کا تعلق کسی رنگ، نسل، ملک یا کسی بھی فرقے سے ہو۔ کفر کے مقابلے میں اہلِ ایمان کا اتحاد دین کے فقہی ادراک (perception) پر نہیں بلکہ وحی کے آفاقی تناظر (framework) میں ہی ممکن ہے۔ ہم جب تک ایک ایسے اسلام کو اپنی گرفت میں نہیں لاتے جو انسانی تعبیرات سے ماوراء ہو، جس پر انسانی تعبیرات نے حجابات عائد نہ کئے ہوں، نہ تو وحی کی جملہ ابعاد کا ادراک ممکن ہے اور نہ ہی اسلام کے آفاقی منشور کو بروئے کار لانے کی کوئی سبیل نکل سکتی ہے۔ گویا ہمیں یہ متصور کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام جیسا کہ وحی کے دفتین سے برآمد ہوتا ہے وہ کیا ہے؟ اور یہ کہ اگر فکر اسلامی پر شافعی ،طبری، اشعری، غزالی، ابن تیمیہ اور ان جیسے دیگر اہلِ فکر کا سایہ نہ پڑا ہوتا تو اسلام کی اصل تصویر کیا ہوتی؟

اشاریہ

ادراک زوال امت (جلد اول)

(مرتب: ڈاکٹر محمد احمد)

ذیلی موضوعات درمتن وحواشی

ابتداء میں قیاس کا دائرۂ کار:۳۲۶

ابتدائی عہد میں حدیث سے مراد:۳۱۹

ابورافع کے توسط سے آنے والی روایات کا حال:۲۶۵

ابوحنیفہ کوضال مضل کہنا:۳۷۴-۳۷۵،

ابن تیمیہ بھی غیر صالح عاملین کے تصرفات کے قائل تھے:۴۳۰،

ابن تیمیہ صحیفۂ ربانی کے سلسلے میں التباس کے شکار:۱۱۸

ابن عربی اور عبدالقادر کاظہور رسالت کے سلسلے کی آخری کڑی:۴۷۳

ابن عربی کاالہام نبی سے کم تر درجے کا ہے؟:۴۸۹

ابن قیم بھی جھاڑ پھونک کے قائل تھے:۴۲۹

آپؐ اپنی عائلی زندگی میں ناکام تھے؟:۲۱۵

آپؐ پر جادو کا اثر:۲۸۲-۲۸۳،۲۱۵

آپؐ کی زبان سے کفریہ کلمات کی روایت :۲۱۵

آپؐ پر دوطرح کی وحی آتی تھی؟:۲۰۸

اثبات رجم کی ایک روایت :۲۳۶

اجماع کودلیل شرع بنانے کے نقصانات:۳۲۳

اجماع بحیثیت ماخذ شریعت:۳۲۲

اجماع صحابہ اپنے مخصوص عہد کے لئے ہے:۳۸۸

اجنبی مذہبی ثقافتوں سے عبادتوں کے طریقے مستعار لئے گئے:۴۷۶

احیائے اسلام کی کوششیں کب بارآور ہوں گی (خاتمۂ بحث)۵۳۰

''اختلاف امتی رحمۃ'' والی حدیث کا جائزہ : ۳۶۷-۳۶۸

آدم سے محمدؐ تک ۲۵ قطب گذرے:۴۷۱

''الرجال قوامون'' کامفہوم:۳۵۹

ارواح کی واپسی اوران سے ملاقات:۴۹۷

اسباب نزول کی کون سی روایات معتبر ہیں:۱۳۵

اسباب زوال کوسمجھنے کے لئے ضروری باتیں:۲۰

اسلام کی ابتدائی صدیوں میں درجنوں فقہی مسالک: ۳۴۶

اسلام آزاد اور لونڈی مومن عورتوں میں تفریق کرتا ہے:۱۸۱

اسلام میں تصوف:ایک نئے دین کی آمد:۴۱۵

اسلام میں مشناتی ادب:۷۳

اسلامی اصول فقہ پرتلمودی ادب کے اثرات:۶۸

اسلامی کلمہ کا مفہوم: ۱۶
اسم اعظم کی تلاش: ۴۲۸
اسم اعظم حضرت جبرئیلؑ آپؐ کے پاس لے کر آئے ؟: ۴۹۲
اسمائے حسنیٰ سے استعانت: ۴۲۷
اسوہ بنام حکمت و سنت: ۳۱۴۔۳۱۶
اسوہ، سنت اور اقوال و آثار کو وحی غیر متلو قرار دینا اہل یہود کی گمراہی کے مماثل ہے: ۲۰۸۔۲۰۹
اسوہ کو سنت قرار دینے کے نتائج: ۳۰۸
اسوۂ رسول پر تاریخ کے حملوں کے نتائج: ۲۳۴
اسوہ: وحی اور تاریخ کے مابین: ۲۰۷۔۲۱۴
آسیہ اور مریم کا تقویٰ: ۱۴۳
اشرف علی تھانوی بھی عالمین کے تصرفات کے قائل تھے: ۴۳۰
اشرف علی تھانوی کے قرآنی مفروضہ خواص اور عددی زائچے: ۴۹۳
اصحاب الاخدود کے بارے میں حضرت علی کی ایک روایت: ۵۱
اصطلاحات قرآنی کی متصوفانہ تعبیر: ۴۴۰۔۴۶۲
اصول اربعہ اور تنسیخ وحی: ۳۱۳۔۳۲۹
اصول اربعہ کا مؤسس: ۳۱۴
اصول حدیث میں محدثین کا اختلاف: ۲۴۱
اصول فقہ پر علم منطق اور علم کلام کی چھاپ: ۳۲۹
اگر حدیث کو ناسخ کی حیثیت حاصل ہوجاتی تو...... : ۱۳۸
التباس فکری کی پہلی اینٹ عہد شافعی میں رکھی گئی: ۴۸۱
الواح موسیٰ کے سلسلے کی روایات: ۱۴۹
امام بخاری کے فطانت کی روایات کا تجزیہ: ۲۵۳
امام شافعی کا سنت قولی پر اصرار: ۲۳۲
امت مسلمہ کی تصویر: ۸۱
امت مسلمہ کی معزولی: ۵۴
امت واحدہ سے ''فرقوا دینہم و کانوا شیعاً'' تک کا سفر: ۳۳۰
امناء الشارع کا مقام: ۳۰۱
اُمّی کا مفہوم: ۱۱۴
ائمہ اربعہ کو ذیلی پیغمبر کی حیثیت حاصل ہے: ۲۹۸
ائمہ اربعہ کا عقیدہ تاریخ کی پیداوار ہے: ۳۰۵
ائمہ اربعہ؛ فقہ بمقابل وحی: ۳۰۵۔۳۱۳
ائمہ اربعہ کے علاوہ بے شمار مجتہدین مطلق: ۳۷۱
انبیاء کا ظہور ایک کلمہ کے ساتھ ہوتا ہے: ۱۶
انسانی تاریخ کا حیرت انگیز واقعہ: ۱۷
انسانی تشریح و تعبیر کے اصل وحی کے مطالب: ۶۹
اولوالامر کی متصوفانہ تشریح: ۴۴۱۔۴۴۷
اہل بیت سے مراد: ۱۴۴
اہل یہود سے امت مسلمہ کی مماثلت: ۶۷
اہل یہود کا تورات کے ساتھ سلوک: ۵۷
اہل یہود کی اپنی برگزیدگی کا زعم: ۱۵
اہل بیت کا مفہوم: ۱۳۷۔۱۳۸
اہل تصوف کا تراشیدہ تکوینی نظام غیر قرآنی ہے: ۵۰۸
اہل تصوف کے یہاں وسیلہ: ۵۰۱

اہل تصوف کے یہاں سراج طوسی کی حیثیت: ۵۱۶
اہل تصوف کے کشف والہام کے حوالے سے ذیلی وحی کا سلسلہ : ۴۵۱
اہل یہود کا ایام موسیٰ وآ ثار کو تقدیس کا درجہ دینا :۱۹۶
اہل یہود وحی سے مجرمانہ غفلت کی بنا پر سیادت عالم کے منصب سے معزول کئے گئے : ۵۲۲
اہل یہود کی عظمت تورات کے حوالے سے قائم ہوئی تھی : ۷۶
اہل یہود کے مذہبی اور تہذیبی جاہ وحشمت کا تصور : ۱۵۲
اہل یہود کا یہ کہنا ''نحن ابناءاللہ......'': ۸۴
آیات شفاء : ۴۳۲
آیات منسوخ وناسخ کی مثالیں :۱۲۹۔۱۳۰
آیات وصیت کی تنسیخ کا مژدہ :۲۲۵
آیت افک کا اصل موضوع حضرت علی ہیں؟:۱۸۳
آیت افک کی حقیقی تشریح: ۱۸۱
آیت تیمّم: ۲۲۹
آیت جلباب کا شان نزول :۱۴۰ ۔۱۴۱
آیت رجم اور رضاعت کبیر والی آیات کی روایات : ۱۰۷
آیت رضاعت: ۱۱۱
ایک قرآن کی جگہ سات قرآن کا تصور: ۱۲۳
ایک ایک آیت قرآنی پر بے شمار ثواب وبرکت کی روایات : ۴۳۷
ایک مسجد میں تیرہ الگ الگ اماموں کی امامت میں نماز : ۳۷۷
ایمان کے گھٹنے بڑھنے کا مسئلہ : ۳۷۲
باطنی معانی:۴۱۵۔۴۲۰
باہم متضاد روایات کا تجزیہ: ۲۲۰
بایزید بسطامی نے زندگی بھر خربوزہ کھانے سے احتراز کیا:۲۵۹
بخاری کی غیر معمولی حیثیت: ۲۴۹
بخاری کی حیثیت متعین کرنے کا روحانی طریقہ : ۲۸۴
بخاری میں بیع مثل بمثل والی احادیث: ۳۹۱
بعثت محمدی کے بعد سیادت عالم امت مسلمہ کے سپرد :۵۲۲
بعد کی نسلوں میں کلمہ کی کیفیت:۱۷
بعض مخصوص سورتیں قرآن کے مخصوص حصے کے برابر ہیں: ۴۳۷
بعض سورتوں کے فضائل کی روایات:۴۳۸
بقیہ چھ احرف صحابہ کے متفقہ فیصلے سے ختم کردیئے گئے :۱۲۴
بیعت کے سلسلے کی اصل: ۵۰۰
تابوت اور سکینہ کی بحث: ۱۸۹
تابوت سے برکت کا حصول : ۱۸۹
تابوت کی نوعیت کیا تھی : ۱۹۰
تاریخ کی بنیاد پر فہم دین کی کوشش سے اختلافات وسیع ہوئے: ۲۸۸
تاریخ اور نسخ وحی: ۲۲۴،۲۳۱
تاریخ کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ: ۲۳۶
تاریخ اور تنسیخ سنت :۲۳۱،۲۳۷

تاریخ کو وحی کا تقدس عطا کرنے کے نتائج: ۲۲۰
تاریخ فہم قرآن میں کس طرح حارج ہوتی ہے :۵۰۔۵۲
تاریخ حدیث پر مستشرقین کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے...... :۲۸۶
تاریخ، وحی اور مستقبل شناسی: ۳۲۔۳۶
تاریخ کی حقیقی تفہیم کے لئے ہمیں افراط وتفریط سے بچنے کی ضرورت: ۲۵۶
تاریخ کو وحی غیر متلو کی حیثیت سے برتنے کا خیال اس وقت پیدا ہوا جب......: ۲۱۹
تاریخ کے سلسلے میں جدید دانشوروں کا رویہ :۲۱
تاریخ بنام وحی: ۲۰۴۔۲۰۶
تبارک الذی اور حم السجدہ کی فضیلت : ۴۳۸
تحریک اجتہاد کے مراحل: ۳۵۳
تدوین بخاری میں احتیاط کی روایات: ۲۵۲
تراشیدہ صوفی عبادتوں پر علمائے حق کا اعتراض : ۴۷۹
تصرفات قرآنی کی تلاش میں ثقہ علمائے کرام: ۴۳۵
تصوف کا سلسلہ حضرت علی اور حضرت خضر سے جوڑنے کی کوشش: ۴۴۳
تصوف میں عشق پر غیر معمولی زور: ۵۱۴
تصوف کے مختلف سلسلے: ۴۷۹
تعدد ازدواج پر آراء: ۳۵۹
تعلیم نسواں اور تلمود: ۱۷
تلاوت قرآنی میں تحریف کی روایات: ۱۰۸
تلمودی شارحین سے مشابہت: ۲۲۹
تنزلات ستہ کی حقیقت: ۵۰۷
تورات کے صوفی شارحین: ۱۲۱
توحید کے سلسلے میں صوفیاء کے بیانات اس عہد کے فلسفیانہ مباحث کی پیداوار تھے: ۴۶۳
توحید کی تعریف اہل تصوف کے یہاں ممکن نہیں :۴۶۳
تیسری صدی سے پہلے تصوف ایک مستقل فکر نہیں تھا :۵۱۸
تیمّم کی روایات: ۲۳۰
تیمّم کے مسائل: ۲۸۲
ثبوت نسب کے لئے بچے کی پیدائش کی مدت: ۳۵۲
جلباب کی روایات کا محاکمہ : ۱۸۰
جمع قرآن کی روایات پر تنقیدی نظر: ۱۵۸۔۱۶۲
جنید بغدادی نے تصوف کو ترقی دی: ۵۱۱
جب تاریخ کو ایک بار اعتبار بخش دیا جائے تو...... : ۲۳۵
چاروں فقہ کو منزل من اللہ کا درجہ: ۳۴۰
چوتھی صدی تک تصوف کی اصطلاحیں وجود میں آ چکی تھیں: ۵۱۸
حالت احرام میں شکار کی ممانعت : ۲۲۷
حالت صوم میں بیوی کو بوسہ لینے کا مسئلہ: ۳۳۹
حالت صوم میں انجکشن کا جواز: ۴۱۲
حامیان معاویہ کی وضع کردہ احادیث: ۲۶۹
حدیث دجال: ۴۸
حدیث کے بارے میں حضرت عمر کا قول: ۴۳
حدیث (تاریخ) کی طرف رجحان کے اسباب :

۲۰۵
حدیث کے کتنے ہی مجموعے ضائع ہوئے اور دین محمدی پر حرف نہ آیا: ۲۵۱
حدیث قرآن پر قاضی ہے: ۲۰۸
حدیث قرآن کی تفسیر ہے: ۲۰۸
حدیث کے بغیر قرآن کی تفسیر امر صعب ہے: ۲۰۸
حروف قرآن کے اسرار کی دریافت خدائی راز سے واقف نہ ہو سکی: ۴۲۲
حروف قرآن کے خواص: ۴۲۲
حروف قرآن کی برکت: ۴۲۱
حروف قرآنی کی مفروضہ عددی قوت کو مسلم فکر میں اعتبار: ۴۲۳
حضرت ابوبکر کا حدیث کا مجموعہ: ۳۷
حضرت ابوبکر اور امام ابوحنیفہ کا ایمان برابر ہے: ۳۷۲
حضرت ابوبکر کا اپنے مجموعۂ سنت کے بارے میں خیال: ۳۰۱
حضرت ابوبکر کا حدیث کے بارے میں رویہ: ۲۰۰
حضرت ابوبکر کا پانچ سو احادیث پر مشتمل مجموعۂ احادیث: ۳۵۴
حضرت ابوبکر کا اپنے مجموعۂ سنت کو تلف کر دینا: ۲۰۰
حضرت علی کی عظمت والی احادیث: ۲۶۸
حضرت عمر کا حدیث کے بارے میں رویہ: ۲۰۰
حضرت عمر کا احادیث کا مجموعہ منگوا کر جلا دینا: ۲۰۱
حضرت عمر کا سنن رسول کی ترتیب کا ارادہ پھر رجوع: ۲۰۱
حضرت مسیح کی موت اور نزول ثانی: ۴۶-۴۷
حضرت موسیٰ کی اللہ سے گفتگو: ۴۵۸
حقیقت محمدیہ ہی روح کائنات ہے: ۴۶۹
حکمت کا مفہوم: ۲۶۶
حکمت بمعنی سنت کے قائلین: ۲۶۷
حکمت کی تشریح و تعبیر: ۲۱۱
حنفی اور شافعی مسلک میں مفاہمت کی شاہ ولی اللہ کی کوشش: ۳۷۸
حیلۂ شرعی کی مثالیں: ۳۴۳
حیلۂ طلاق میں اباحیت کی کارفرمائی: ۳۹۷
خاتمۂ بحث: ۵۲۱-۵۳۳
خدا کا تصور: ۴۱۴
خضر کے بارے میں تفسیری روایات: ۴۸۷
خضرؑ کا ہیولیٰ: ۴۸۶
خضر کا تصور یہودی عیسائی مآخذ سے مستعار ہے: ۴۸۷
خلاصۂ بحث باب چہارم: ۲۵۵-۲۵۹،
''خلافت صرف تیس سال ہے'' والی روایت کا تجزیہ: ۴۰-۴۲
خلافت اور مابعد خلافت کے حالات کی روایت کا تجزیہ: ۴۳-۴۶
خود وضع کردہ مختلف دعاؤں کے اثرات: ۴۳۹
خوارج جھوٹ نہیں بولتے: ۲۷۹
دعاؤں کے مجموعے قرآن کے متبادل کے طور پر: ۴۴۰
دعائے گنج العرش کسی بزرگ کو عرش پر لکھی نظر آئی تھی: ۴۳۹

دین کے نئے ایڈیشن کا سہرا غزالی کے سر ہے: ۴۸۰
دین کا بچا کھچا سرمایہ اب ایک ایسے اجنبی افکار وعقائد کا مجموعہ تھا جس پر دین اسلام کا صرف پرتو رہ گیا: ۴۶۱
دین بنام تصوف (وحی ربانی پر فقہ باطن کے اثرات: ۴۱۳۔۴۸۴
دین بنام فقہ: ۲۹۱۔۳۶۵
دیوان حافظ کا تقدس: ۵۰۳
ذات باری کی پہلی تجلی آپؐ میں ہوئی: ۲۶۹
ذات باری کے دیدار کی جماعت میں شاہ ولی اللہ کے والد: ۴۶۸
ذکر الٰہی کے غیر منصوص طریقے: ۴۷۷
رجال الغیب سے مراد اور ان کے اختیارات: ۵۰۸
رسالت بنام حقیقت محمدی: ۴۶۸۔۴۷۲
رسالت محمدی کے بارے میں صوفی عقیدہ: ۴۶۸
روزے کے مسائل: ۳۳۹
رسول اللہؐ ان پڑھ تھے: ایک تنقیدی جائزہ: ۱۶۵۔۱۶۷
رسول اللہؐ پر اتنا بڑا بہتان: ۱۴۸
رسول اللہؐ سے منسوب بعض فرضی احادیث: ۳۱۲
رسول اللہؐ پر جادو کی حقیقت: ۱۴۱
رسول اکرمؐ کے ذریعہ کلمہ کا اظہار: ۱۶
روحانیت کے میلے نمائش گاہیں بن گئے: ۵۱۶
روح کی غیر قرآنی تعبیر: ۴۴۷
روح کی متصوفانہ تشریح: ۴۴۴۔۴۴۷
روح کے بارے میں ویدانتی تصور: ۴۴۷
رویت ہلال کے سلسلے میں اختلاف: ۳۳۹
زکوٰۃ کے سلسلے میں اختلاف: ۳۳۸
زوال امت کا ادراک: ۱۸
زوال امت پر بند باندھنے کا کام اور مصالحتی کوششیں: ۵۲۴
زہار کی صوفی تاویل: ۱۲۲
سات کا عدد تحدید کے معنی میں نہیں: ۱۲۵
سبعۃ احرف کی تشریح: ۱۲۰
سبعۃ احرف کی روایات کا تفصیلی جائزہ: ۱۷۰۔۱۷۶
سفلی عملیات کی مثالیں: ۴۳۵
سنت بحیثیت مآخذ شریعت: ۳۱۸
سنت بمعنی تاریخ کا خیال بہت بعد کی پیداوار ہے: ۲۴۷
سنت بمعنی حدیث کو فی نفسہ تشریعی مآخذ قرار دینے سے اتباع قرآن سے کہیں زیادہ تنسیخ قرآن کی راہ ہموار ہوئی: ۳۲۱
سنت کا اطلاق کن چیزوں پر ہوتا ہے: ۲۱۹
سنت، تاریخ اور مسئلہ حجیت: ۲۱۶۔۲۲۴
سنت کو کتاب سے باہر علاحدہ وحی قرار دینے میں امام شافعی کا رول ہے: ۲۱۰
سنت کی بازیافت: ۲۳۷۔۲۴۵
سورۂ احزاب تقریباً دوسو آیات پر مشتمل تھی۔ ۱۳۰
سورہ توبہ کی دو آیتوں کا مسئلہ: ۱۱۵
سورہ حدید، واقعہ اور رحمٰن کی فضیلت: ۴۳۸
سورۂ فاتحہ کے سلسلے میں اختلاف: ۳۳۸
سورہ فاتحہ کی تاثیر: ۴۲۵

سورہ فاتحہ محرف شکل میں: ۴۳۴
سورہ الکہف کی فضیلت: ۶۳
سورہ مریم کی فضیلت: ۶۳
سورتوں کے خواص: ۴۳۳
سیاسی نزاع میں شان نزول کا استعمال: ۱۳۷
سیکولرائزیشن معزول امتوں کے لئے ایک نئے دین کی تیاری ہے: ۸۵۔۸۷
شارحین اسلام کی گڑبڑی: ۲۹۷
شارع علیہ السلام کی اصطلاح: ۳۰۰
شان نزول کی روایات رسول اللہؐ کی معاشرتی زندگی اور عہد رسول کے سماجی ماحول کی انتہائی غلط تصویر پیش کرتی ہیں: ۱۳۸۔۱۳۹
شان نزول کی روایتیں مدینۃ الرسول کی ایسی تصویر پیش کرتی ہیں جہاں ہرقسم کی برائیاں عام ہیں: ۱۴۰
شان نزول کے سہارے آیات قرآنی کو اصل معانی سے پھیرنے کا محرک: ۱۳۹
شان نزول کو فہم قرآن کی کلید قرار دینے کے نتائج: ۱۷۸۔۱۷۹
شان نزول کی کچھ روایات: ۱۳۹
شاہ صاحب کے رؤیائے صالحہ: ۴۹۹
شاہ ولی اللہ کا عالم ارواح کا سفر: ۵۰۹
شاہ صاحب کے نزدیک تصوف کی تاریخ کے مراحل: ۵۱۱
شاہ ولی اللہ نے مجتہدین کے اختلاف فکری کو یکساں معتبر قرار دیا ہے: ۲۷۷
شبلی نعمانی مثنوی کی سحرآفرینی سے متاثر: ۵۱۲
شرع اور غایت شرع: ۳۶۴
شوال کے چھ روزوں کا مسئلہ: ۳۳۹
شیخ سہروردی اہل تصوف کے امام: ۴۴۱
صحابہ خود روایات رسول کے ناقد تھے: ۲۰۲
صحابہ کے باہمی اختلافات کی روایات مستند نہیں: ۳۸۱
صحابہ کرام کی مفروضہ قرأتیں: ۱۰۹
صحابہ کے مجموعۂ احادیث کے زیاں سے دین میں کوئی نقص نہیں: ۲۶۰۔۲۶۱
صحاح ستہ کی دینی حیثیت: ۲۴۳، ۲۵۰
صحاح ستہ سے قبل احادیث کے مجموعے: ۲۴۳
صحاح کی بنیادی کتابیں: ۲۸۱
صحاح ستہ کے مصنفین عجمی الأصل تھے: ۲۴۸
صحاح ستہ کو وحی غیر متلو کا درجہ عطا کیا جانا: ۲۳۸
صحیح حدیث کے تعین میں اختلاف: ۲۴۰
صلوٰۃ معکوس اور صوفیاء: ۵۱۳
صوفی قرآن: ۴۷۳۔۴۷۴
صوفی اسلامی منشور: ۴۷۳
صوفی کتاب ''عوارف المعارف'' کی اہمیت: ۴۷۴
صوفیاء کے الہام وخواب کی داستانیں: ۴۵۳
صوفیاء کی چلہ کشی حضرت موسیٰؑ کے چلہ سے مستعار: ۵۱۷
صوفیاء کا عقیدۂ وحدۃ الوجود: ۴۲۱
صہیب رومی کی ایک حکایت: ۵۰۔۵۱
ضرورت ہے پرانے مسلمات کا محاسبہ کیا جائے: ۵۲۸
طبری، قرطبی اور زمخشری نسخ کے قائل ہیں: ۱۲۸

طلسمات قرآنی اور عملیات قرآنی کا تصور: ۴۳۱
ظنی روایات کو مآخذ شریعت قرار دینے کے نتائج: ۲۲۱
عبداللہ بن مسعود معوذتین کو قرآن کا حصہ نہیں مانتے تھے: ۱۰۸
عصر حاضر کے بعض نئے مسائل: ۳۵۵
عقل پر عشق کی فتح: ۴۸۴
عقیدۂ وحدۃ الوجود: ۴۶۴
علت کی تلاش قرآنی فریم ورک میں ایک اجنبی خیال تھا: ۳۲۷
علم باطنی کے التباسات سے اہل تشیع اور اہل سنت نے ایک نیا دین تعمیر کیا: ۴۱۶
علم لدنی یا علم مکنون کے جواز کی حدیث: ۴۸۹
علمائے یہود نے وحی کے گرد باطنیت کا حصار بنا ڈالا: ۵۸
عہد رسول میں قرآن غیر مدون تھا: ۱۱۵
عہد رسول میں وحی ربانی تاریخ کے تابع نہیں تھی: ۱۴۶
عہد رسول کی تفہیم دین اور بعد کی تفہیم دین کا فرق: ۳۹
عہد زوال کا تجزیہ: ۲۳
عہد نبوی کا Pattern عہد صدیقی میں لائق ترمیم و تبدیل سمجھا جاتا: ۲۹۷
عورت پیدائشی طور پر گنہگار نہیں: ۱۴۴
عورتوں کو کتابت سکھانا ناجائز ہے: ۳۵۸
غزالی ایک قابل قبول شارح اسلام: ۵۱۱
غزالی کا فکری سفر: ۴۸۳
غزالی کی متحارب گروہوں میں مصالحت کی کوشش: ۵۱۱
غزالی کے معتدل خیالات: ۵۱۵
غنیۃ الطالبین کی خرافات: ۵۱۰
فاسئلوا اھل الذکر: ۲۹۹-۳۰۵
فرضی قرآنی نسخوں سے استنباط: ۳۱۷
فرضی مسائل اور فقہ یہود: ۳۹۸
فنا فی الحق کا تصور: ۴۹۰
فقہ اربعہ کے عروج میں سیاسی سرپرستی کا ہاتھ: ۳۷۶
فقہ پر غیر معمولی انحصار کی مثالیں: ۳۳۲
فقہ حنفی کو من جانب اللہ قرار دینے والے: ۳۸۵
فقہ صرف احکام وفرامین کی تلاش سے عبارت ہے: ۲۹۳
فقہ کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال: ۳۳۴
فقہ کو آراء الرجال بنائے جانے کی ایک دلچسپ مثال: ۳۳۶
فقہ میں دانش انسانی کی مداخلت کی ایک دلچسپ مثال: ۳۳۲
فقہ قانونی داؤں پیچ کا نام ہوگیا: ۳۴۲
فقہ کو پیچیدہ فن بنانے میں امام شافعی کا ہاتھ: ۴۰۹
فقہاء کے باہمی اختلافات کی مثالیں: ۳۳۰
فقہائے اربعہ کی سرکاری سرپرستی: ۳۰۹
فقہاء کے مابین مناظرے بازی: ۴۰۲-۴۰۶
فقہاء کی عظمت خوابوں کی روشنی میں: ۳۸۲
فقہاء کی عظمت روایات کی روشنی میں: ۳۸۲
فقہاء کا باہمی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا: ۳۷۹

فقہی گروہ بندیوں کے نتائج: ۳۰۶
فقہی مسائل میں تضادات فکری کی مثالیں: ۴۰۰۔۴۰۱
فلسفۂ وحدۃ الوجود نے مشرقی شاعری پر گہرے اثرات مرتب کئے: ۵۰۳
فہم قرآن پر علمائے یہود کا اثر: ۴۸۶
فہم قرآنی میں تاریخ کی یہ مداخلت شان نزول یا اسباب نزول کے حوالے سے در آئی: ۱۳۴
فہم قرآنی کی تفسیری روایت میں قدیم صحف سماوی سے استفادے کا رجحان: ۱۴۵
فہم وحی اور قدیم صحفی پس منظر: ۱۴۲۔۱۵۳
قادری سلسلہ عبدالقادر جیلانی کی موت کے پچاس سال بعد وجود میں آیا: ۵۱۷
قرأت سبعہ کی روایات کا تجزیہ: ۱۰۶۔۱۰۷
قرآن حدیثوں کا زیادہ محتاج ہے: ۲۰۸
قرآن سے باہر ایک قرآن غائب کا تصور: ۱۳۰
قرآن سے مستقبل نویسی: ۴۸۶
قرآن غیر فقہی ربانی معاشرے کا داعی ہے: ۲۹۲
قرآن کو تاریخی تناظر عطا کرنے کے نتائج ۱۰۴۔۱۰۵
قرآن کی حیثیت ایک بنیادی دستاویز کی ہے: ۱۰۰
قرآن کی کوئی آیت منسوخ یا ناقابل عمل نہیں ہے یہ مفروضہ باطل ہے: ۱۲۶
قرآن کے حواشی پر تنقید: ۱۶۴
قرآن کی بعض آیات منسوخ اور بعض ان کی ناسخ ہیں: ۱۲۶
قرآن کی حفاظت کا دعویٰ: ۱۱۲۔۱۱۳
قرآن کی قطعی حیثیت مشتبہ بنائے جانے میں مفسرین کا ہاتھ: ۱۱۲
قرآن کی ترتیب، تدوین اور تصحیح میں مختلف اشخاص کا کردار: ۱۱۹
قرآن کے مطابق نبی کسی کی ہدایت یا خسارے کا اختیار نہیں رکھتا: ۸۳
قرآن مجید حصول ہدایت کے بجائے محض حصول ثواب کا ذریعہ: ۴۳۹
قرآن کے حروف ہی عین روحانیت ہیں: ۴۲۰
قرآن مجید میں باطنی معانی کی تلاش: ۴۱۵
قرآن مجید اصول اربعہ کی پہلی اصل: ۳۱۶
قرآن مجید کے بالمقابل اس جیسی ایک دوسری وحی کا خیال ایک فرضی حدیث کی بنیاد پر: ۲۰۹
قرآن مجید وحی ربانی کا غیر محرف اور کامل ترین اظہار: ۹۹
قرآن میں باطنی معانی کی تلاش کے نتائج: ۴۱۸
قرآن میں باطنی معانی کی تلاش اہل یہود سے مشابہت: ۴۱۹
قرآن میں شکوک پیدا کرنے والی روایات: ۱۰۸
قرآن میں شفاعت کا ذکر: ۸۳
قرآن میں ہر طرح کے الفاظ کا استعمال درست ہے بشرطیکہ رحمت کی جگہ عذاب نہ داخل کیا جائے: ۱۲۲۔۱۲۳
قرآن میں نہ تو نصاً اور نہ ہی اشارۃً دین کے دوسرے مآخذ کا کوئی ذکر ملتا ہے: ۲۱۸
قرآن نہ گنتی کا کھیل ہے اور نہ جادو ٹونا کی چیز: ۴۲۶
قرآن نے وحی کے تین طریقے بتائے: ۴۴۸
قرآنی احکام کی حقیقت: ۳۶۵

قرآنی فکر مقابل دین تصوف: ۴۶۲۔۴۶۸
قرون ثلاثہ کے سلسلے میں تقدیسی رویہ کی ابن تیمیہ کی توثیق: ۳۸۰
قصۃ العسیف: ۲۱۲۔۲۱۳
قصصی روایات نے کس طرح وحی ربانی کے سلسلے میں شکوک کا سلسلہ جاری کیا: ۱۴۶۔۱۴۷
قطب کے تصرفات: ۵۰۷
قوموں کے عروج وزوال میں کلمہ یعنی نظریے کو کلیدی حیثیت حاصل ہے: ۵۳
قیاس بحیثیت مآخذ شریعت: ۳۲۴
کاروبار کائنات نور محمدی سے قائم ہے: ۴۷۰
کبار صحابہ کا حدیث نہ لکھنے کا رویہ: ۲۰۰
کبار صحابہ ان احادیث کو قبول نہیں کرتے تھے جو قرآن سے ٹکراتی تھیں: ۲۷۸
کتابت حدیث کے سلسلے میں صحابہ کا سخت گیر رویہ: ۲۶۱
کتاب مکنون سے مراد: ۱۱۴۔۱۱۵
کتاب ہدایت بنام کتاب حرف: ۴۲۰۔۴۲۴
کتاب ہدایت بنام طلسم قرآنی: ۴۲۴۔۴۴۰
کتاب ہدایت کے بجائے کتاب برکت: ۱۳۱
کچھ مفروضہ مسائل: ۴۰۵
کسی فقیہ پر ایمان لانا جز و ایمان نہیں: ۳۶۹
کلالہ کی بحث: ۲۲۶
کلمہ کی حقیقت: ۱۵
کمیونسٹوں کا یقین: ۱۵
کیا اسوۂ رسول سے مراد سنت رسول ہے: ۲۰۷
کیا تاریخ کا سفر پہلے سے طے شدہ ہے: ۲۵
کیا فقہ مطلوب ہے: ۳۶۱۔۳۶۴
لوح محفوظ کی بحث: ۶
لوح محفوظ کی تشریح: ۱۱۳
لوح محفوظ سے مراد قتین؟: ۹۲
عقیدہ کسی امت کے لئے کلیدی حیثیت رکھتا ہے: ۷۸
علم دین کے نام پر علماء کے مابین مجادلے: ۳۷۲
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: ۳۶۹
عہد رسول میں تصوف اپنے ابتدائی مرحلے میں تھا؟: ۵۱۱
عہد صحابہ میں تفقہ کی بنیاد پر اہل فکر مسلمانوں کا کوئی گروہ نہیں تھا: ۳۷۰
عورتوں کو مسجد میں جانے کے سلسلے میں بخاری کی تین روایات: ۲۷۲
مائدہ کی روایات: ۱۸۷
مائدہ حقیقتاً ظہور پذیر ہوا ہی نہیں: ۱۸۸
مآخذ سنت میں رسول کی تصویر: ۲۱۵
متصوفین کی بے سروپا باتیں: ۴۴۶
''مثلہ معہ'' والی حدیث کا تجزیہ: ۲۶۳
مجتہد کی تعریف: ۶۲
محمد رسول اللہؐ صوفی نہیں تھے: ۴۱۳
مختلف آیات قرآنی کے رموز: ۴۳۶
مراعاۃ الخلاف کے مسائل: ۳۴۱
مردہ حاملہ کے بطن میں زندہ بچہ: ۳۹۵
مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت: ۴۹۸
مس ذکر کے اختلافات: ۲۲۰

مسالک اربعہ کی بے سمجھے بوجھے پیروی باطل ہے: ۳۶۸
مسالک اربعہ کے تصور کی بنیاد: ۳۰۷
مسائل کو دین کے اساسی فریم ورک میں دیکھنے کے بجائے تکنیکی انداز اپنانے کے نتائج: ۳۳۵
مسئلہ غسل کے اختلافات: ۳۹۴
مسئلہ نماز میں اختلافات: ۳۹۳
مسئلہ وضو میں اختلافات: ۳۹۴
مسئلہ نسخ اور تنسیخ وحی: ۱۲۵۔۱۳۳
مسئلہ زوال پر لکھی جانے والی کتابیں: ۵۲۵
مسلمانوں میں تعویذ گنڈے یہودیت کی دین ہیں: ۸۹
مسلمانوں میں بھی قرآن کے باطنی معانی کا تصور: ۵۹
مسیح کے ظہور کی روایت: ۴۷
مسیح، مہدی اور امام غائب کا انتظار: ۵۲۳
مصحف عثمانی دراصل مصحف صدیقی کا تازہ ایڈیشن ہے: ۱۱۰
مطالعۂ سنت میں ایک نئے زاویہ نگاہ کی ضرورت: ۲۴۵۔۲۵۵
مطالعہ قرآنی میں یہودی مآخذ سے آنے والی اضافی معلومات نے آیات کو روایات اور تاریخ کا تابع کردیا: ۱۵۳
مفسرین کے یہاں شان نزول کی تلاش کا جواز: ۱۳۴
معوذتین کی تاثیر: ۴۲۵
معوذتین کا مقام: ۱۴۱
معوذتین کی روایات پر تفصیلی نوٹ: ۱۶۲۔۱۶۴
مفصل اسلام: ۲۹۶۔۲۹۹
مقتل یمامہ کی روایات: ۱۵۶۔۱۵۸
مفتی کے لئے ضروری شرط: ۲۲۲
مفقود الخبر اور طلاق ثلاثہ کے مسائل: ۳۴۱
مقام محمود کی تعریف: ۶۱
مقدام بن معدیکرب محدثین کے نزدیک: ۲۶۴
ملکۂ سبا کی فطانت: ۱۴۳
مناظر احسن گیلانی بھی عاملین کے تصرفات کے قائل تھے: ۴۳۰
مناقب کردری کی روایات: ۳۸۴
منسوخ آیتوں کے تعین میں پیچیدگی: ۱۲۸
منصب ولی کے حوالے سے ختم نبوت کے بند دروازے کو کھولنے کی کوشش: ۴۵۷
منصف اعلیٰ کی جانبداری والی روایات: ۸۲
موجودہ قرآن عہد رسول سے مختلف ہے؟: ۱۱۶
موجودہ قرآن مصحف عثمانی ہے؟: ۱۰۹
مودودی کو فتویٰ دینے کا حق حاصل نہیں: ۳۷۵
مہدی موعود کے انتظار کی وجہ: ۴۸۔۵۰
نئے ابوحنیفہ اور نئے شافعی کی ضرورت پر زور: ۳۴۹
نئے الہامات نے نئے معابد کے جال بچھائے: ۴۷۵
نئے نبی کی آمد والی حدیث کا تجزیہ: ۴۳۔۴۴
نبی شارع نہیں مشروع ہے: ۲۱۳
نجات اخروی کے لئے بیعت شیخ کی شرط: ۴۴۲
نزول وحی کی کیفیت کی روایات: ۱۰۰۔۱۰۳
نقوش اور تعویذ کی کرامات: ۴۲۸

نمازوں کی ایجادات: ۴۷۵
لا الہ الا اللہ کی ضرب: ۴۷۸
''لاوصیۃ لوارث'' کا محاکمہ: ۲۷۳-۲۷۶
واقعہ افک کا تعلق حضرت عائشہ سے: ۱۸۲
واقعہ افک کا تعلق حضرت فاطمہ سے: ۱۸۲
واقعہ افک کا تعلق حضرت ماریہ قبطیہ سے: ۱۸۲
واقعہ افک کا تعلق حضرت ام سلمہ سے: ۱۸۳
واقعہ افک کا تعلق حضرت ام ایمن سے: ۱۸۳
واقعۂ مائدہ کی حقیقت: ۱۸۶-۱۸۷
واقعۂ معراج کی حقیقت: ۱۵۱
والدین کو اف نہ کہنے کا مطلب: ۳۹۰
وراثت کا حکم قرآن و حدیث میں: ۲۲۵
وحدۃ الشہود: ۴۶۶
وحی اور تاریخ وحی: ۱۳۳-۱۴۲
وحی اور تاریخ کا تقابلی مطالعہ: ۳۰-۳۲
وحی ربانی کی تدوین میں انسانی دل و دماغ کا دخل: ۱۱۶
وحی ربانی کے سلسلے میں مفسرین کی جسارت: ۱۲۷
وحی ربانی تعبیرات کے حصار میں: ۹۹-۱۵۳
وحی ربانی فقہی موشگافیوں کے حصار میں: ۲۹۱-۳۶۵
وحی ربانی کی تشریح و تعبیر اگر انسانی تفہیم تاریخ کے تابع ہو جائے تو......: ۲۰۹
وحی اور تصور وحی کی متصوفانہ تشریح: ۴۴۷-۴۵۴
وحی سے باہر وحی کی تلاش: ۱۹۳-۲۵۹
وحی کا طریقہ کار: ۱۰۰
وحی کے گرد مشناتی ادب کا حصار: ۵۸
وحی کے سلسلے میں التباسات کے نتائج: ۴۴۹
وحی کی از سر نو یافت ہی اجنبی تصورات سے آزاد کرا سکتی ہے: ۵۳۰
وحی غیر متلو کا احاطہ ممکن نہیں: ۲۸۳
وحی متلو اور وحی غیر متلو: ۵۸
وحی متلو اور غیر متلو کے عقیدے کے نتائج: ۲۰۸
وسیلے کا قرآنی تصور: ۵۰۱
وضو سے متعلق دو متضاد احادیث میں تطبیق کی کوشش: ۲۷۱
وضو کے وجوب کے اختلافی مسائل: ۲۲۱
ولی کی شکل میں ایک ذیلی خدا کا تصور: ۴۵۶
ولی کی شناخت صرف ولی کر سکتا ہے: ۴۵۵
ولی کا قرآنی تصور: ۴۵۴
ولی کا صوفیانہ تصور ابتدائی صدیوں میں نہیں تھا: ۴۵۵
ولی کی صوفی تشریح: ۴۵۴-۴۶۲
وہ آیات جو اٹھالی گئیں: ۱۳۲
''والذین معہ'' کا مطلب: ۳۶۸
ہبوط آدم کی ذمہ داری عورت کے سر نہیں: ۱۴۳
ہمارے تہذیبی اور علمی سرمائے پر قدامت کا رنگ: ۵۲۷
ہماری معتبر تفسیریں بے سروپا قصے کہانیوں سے بھری ہوئی ہیں: ۱۴۸-۱۴۹
یہودی فقہ میں حیلہ سازی: ۳۹۲-۳۹۳
یورپی استعمار کا یقین: ۱۶

اسماء اشخاص

ابراہیم بن سعد: ۱۵۶
(حضرت) ابراہیم: ۵۳، ۶۲، ۸۲، ۱۳۸، ۱۵۱، ۲۰۷، ۳۷۳، ۳۷۷، ۴۰۴، ۵۰۲
ابراہیم ابوالعافیہ: ۹۰، ۹۱
(امام) ابراہیم بن خالد عرف ابوثور: ۳۰۵، ۳۳۹
ابراہیم تیمی: ۳۷۲
ابراہیم التیمی: ۴۷۴
آسیہ: ۱۴۳
ابان بن سعید بن عاص: ۱۶۱
ابن ابی حاتم: ۱۰۳۔۱۸۷
ابن ابی داؤد: ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۵
ابن ابی شیبہ: ۵۱
ابن ابی لیلیٰ: ۴۰۵، ۴۰۸
ابن ابی واصل: ۴۷
ابن ابی ہریرہ: ۴۰۱
ابن اثیر: ۳۶، ۳۷، ۱۶۲، ۳۷۶، ۳۷۷
ابن اسحاق: ۱۴۶
ابن اشتہ: ۱۶۸
ابن بطوطہ: ۳۰۷
ابن تیمیہ: ۱۱۸، ۱۶۸، ۱۷۸، ۲۷۹، ۲۹۵، ۳۱۱، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۸۰، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۸۷،، ۴۸۸، ۴۹۳، ۴۹۴، ۵۴۲، ۵۳۳
ابن جارود: ۲۸۲
ابن جریج: ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۴۹، ۱۸۵، ۳۸۵
ابن جریر (طبری): ۵۱، ۵۲، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۸۰، ۱۸۸، ۱۹۰، ۳۰۵، ۳۳۷
ابن الجزری: ۱۶۹
(حافظ) ابن حجر (عسقلانی): ۴۰، ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۴، ۱۶۵، ۱۸۴، ۱۸۵، ۳۱۰، ۳۷۴، ۳۸۰، ۴۸۷، ۴۸۸۔
ابن حبان: ۲۸۳
ابن حزم: ۱۲۴، ۱۷۶، ۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۷، ۲۹۵، ۳۳۹، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۵۳، ۳۹۰
ابن حنبل: ۳۷۳
ابن خزیمہ: ۲۸۳
ابن خلدون: ۲۱، ۴۸، ۵۲، ۵۲۴
ابن خلکان: ۱۶۸
ابن دقیق العید: ۴۵، ۱۷۸
ابن زیاد: ۱۱۹، ۱۶۸
ابن سبرہ: ۱۸۰
ابن سعد: ۱۴۶، ۱۶۱
ابن سکن: ۲۸۳
ابن سلامہ: ۱۷۷
ابن سینا: ۳۲۹
ابن شہاب (زہری): ۱۵۶، ۱۶۵، ۳۹۱، ۳۹۲
(حافظ) ابن شریح: ۴۵
ابن صلاح: ۳۷۹، ۴۱۰
ابن طلحہ العدوی: ۴۲۰
ابن عبدالبر: ۳۸۲
(محی الدین (ابن عربی): ۵۹، ۸۹، ۱۵۵، ۳۱۰، ۳۴۰، ۳۸۰، ۴۱۷، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۳۴، ۴۴۶،

۴۵۰،۴۵۲،۴۵۳،۴۵۶، ۴۵۷،۴۶۱، ۴۶۶، ۴۶۷،
۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲،۴۷۳، ۴۸۵، ۴۸۸، ۴۸۹،۴۹۴،
۴۹۷،۵۰۳،۵۰۵،۵۰۷،۵۰۸،۵۱۱،۵۱۸
ابن عروبہ: ۳۸۵
ابن عساکر: ۱۶۵،۲۶۲
ابن عوانہ: ۲۸۳
ابن فارس: ۱۱۶
ابن قتیبہ: ۳۷۲
ابن قیم: ۱۶۱،۳۹۰،۴۲۹
ابن کثیر: ۱۶۲، ۱۸۸،۱۹۰،۲۷۹
ابن کعب القرظی: ۱۸۰
ابن مالک: ۳۹۱
ابن مردویہ: ۱۶۴
ابن مریم: ۴۸
ابن نجیح: ۲۷۴
ابن نجیم: ۴۰۷
ابن ندیم: ۱۱۶،۱۱۷
ابن ہشام: ۵۲
ابن الانباری: ۱۶۵
ابن ھمام: ۳۸۷
ابوامامہ الباہلی: ۲۲۶،۲۷۴،۲۷۵،۴۲۹
(امام) ابوحنیفہ: ۷۲،۱۴۸،۲۸۲، ۲۹۵، ۲۹۸،
۳۰۵،۳۱۲،۳۱۴، ۳۱۶، ۳۲۱، ۳۳۱، ۳۳۶، ۳۳۷،
۳۳۹،۳۴۰،۳۴۲،۳۴۳، ۳۴۹، ۳۷۰، ۳۷۱،۳۷۴،
۳۷۵، ۳۷۸، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵،
۳۸۶،۳۸۷،۴۰۲،۴۰۳،۴۰۵،۴۰۸
(حضرت) آدمؑ: ۴۸،۸۳،۸۹، ۱۳۱،۱۴۲،۱۴۳،
۱۴۴،۱۹۰،۴۶۹،۴۷۱
ابواسحاق مروزی: ۴۰۱
ابوالاسود الدؤلی: ۱۱۹
ابوالاعلیٰ مودودی: ۴۴،۵۰،۵۲،۱۱۳،۱۶۲،۱۶۳،
۱۶۹،۱۹۱،۲۷۰
(حضرت) ابوبکرؓ: ۲۳،۲۸،۳۷،۱۰۹،۱۵۶،۱۵۷،
۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۱،۱۷۲،۱۷۴، ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۳۳،
۲۵۴،۲۶۱،۲۷۶،۳۰۴،۳۱۹،۳۷۳،۳۸۰،۴۱۶
ابوبکر: ۴۸۸
ابوبکر خطیب بغدادی: ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۸۳،۴۰۲،
۴۰۴
ابوبکرہ: ۴۸
ابوبکر باقلانی: ۱۶۹
ابوبکر بن ابی شیبہ: ۲۸۴
ابوبکر حصاص: ۱۸۰،۲۳۵،۲۴۵،۲۸۳
ابوبکر الزار: ۳۸۱
ابوبکر سراج: ۴۷۳
ابوبکر محمد بن احمد بن محمویہ العسکری: ۲۶۴
ابوثور: ۳۷۳
ابوجہل: ۴۹۶
ابوحاتم: ۳۷۳
ابوحامد الطوسی: ۳۷۹
ابوالحسن: ۲۸۵
ابوالحسن اشعری: ۴۵،۱۲۴،۲۳۶
ابوالحسن شاذلی: ۴۷۴
ابوالحسن عبیداللہ الکرخی: ۳۰۱
ابومحمد الحسن بن علی بن احمد بن بشار النیشاپوری: ۲۶۳

ابوالحسن علی ندوی: ۹۳، ۴۱۱، ۴۹۶
ابوالخیر الجزری: ۱۲۴، ۱۷۶
ابوزرعہ الرازی: ۳۷۳
ابوالعلاء بن شخیر: ۲۸۸
ابوداؤد سلیمان: ۲۸۵
ابوذر: ۲۰۲
ابورافع مولی رسول اللہؐ: ۲۶۲
(امام) ابوزرعہ: ۲۵۳، ۵۲۰
ابوزید مروزی: ۲۵۲، ۳۸۳
(امام) ابوزید اسماعیل بن قاسم البوشنجی: ۲۵۱
ابوسعود شبلی: ۵۰۷
ابن خلکان: ۵۱۶
ابوسعید خدری: ۱۶۳، ۲۰۴، ۲۶۱
ابوصالح: ۱۹۰
ابوطالب مکی: ۳۷۱، ۴۱۸، ۴۷۳، ۴۸۳
ابوعثمان النھدی: ۱۸۷
ابوعمرو بن کثیر بن دینار: ۲۶۴
ابوعمر دمشقی: ۲۴۲
ابوعیسیٰ محمد: ۲۸۵
ابوالقاسم قشیری: ۴۷۳
ابوقتادہ: ۲۲۸
ابولہب: ۴۹۶
(حافظ) ابوالمحاسن: ۴۰۴
ابومسعود انصاری: ۲۰۲
ابوموسیٰ اشعری: ۱۳۲، ۲۳۰
ابونضرہ: ۲۶۱
ابوالنعمان: ۳۹۱
ابوالولید باجی: ۱۲۴، ۱۷۶، ۳۹۳
ابوالولید: ۳۹۱
ابوالبیان حکم بن نافع: ۲۶۴، ۲۶۵
ابوالیمان: ۱۵۶
ابودرداء: ۱۰۸، ۲۰۲
ابوزھرہ: ۳۷۹
ابوصریحہ حذیفہ بن عبید: ۴۸
ابوالعالیہ: ۴۸
ابوعمر: ۳۷۷
(امام) ابوداؤد: ۳۸، ۴۵، ۲۶۴، ۲۷۹،
(حضرت) ابوذر: ۲۷، ۲۸، ۵۶، ۸۲
ابونعیم: ۲۶۲
(حافظ) ابونعیم الاصفہانی: ۳۸۳
ابوھریرہ: ۴۵، ۵۹، ۱۵۵، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۲۱، ۲۴۳، ۲۷۱، ۲۸۸، ۴۱۶
(امام) ابویوسف: ۳۸، ۲۳۶، ۲۶۲، ۲۹۸، ۳۱۲، ۳۳۸، ۳۵۶، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۶، ۴۰۴، ۴۰۷، ۴۱۰
ابویوسف: ۳۷۵
ابی امامہ بن سہل: ۱۷۷
ابی بن کعب: ۱۰۸، ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۷، ۳۲۴
ابی عبداللہ: ۳۸۳
ابی مجلد: ۲۱۰
احمد: ۲۸۲
احمد بن ادریس: ۴۷۴
(امام) احمد بن حنبل: ۳۸، ۴۵، ۴۶، ۲۲۱، ۲۳۴، ۲۶۵، ۲۶۸، ۲۷۵، ۲۸۳، ۳۱۲، ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۷۱،

۳۸۲۳۸۳،۳۸۵،۳۸۹،۴۰۱
احمد بن محمد المروزی: ۲۷۵
(علامہ) احمد الدیروی: ۴۹۴
احمد رضا خاں: ۴۸۶، ۴۹۵، ۵۰۳، ۴۰۷، ۵۰۷،
احمد دمیاطی : ۱۷۰
احمد سرہندی: ۴۶، ۴۲۳، ۵۰۵
احمد شاکر: ۲۶۷
احمد محمد شاکر: ۳۹۰
احمد شاہ نورانی: ۲۷۵
(مولانا) آزاد: ۴۱۱
اسامہ (بن زید): ۱۸۳، ۲۷۷، ۳۸۱
اسامہ بن شریک : ۶۶، ۹۶
اسحاق (یہودی متصوف): ۹۲
اسحاق بن راہویہ: ۳۰۵
اسحاق بن منذر: ۲۸۲
اسپنگلر: ۲۲
اسد بن عمر: ۳۸۴
اسد بن فرات: ۳۸۴
اسرافیل: ۶۰، ۴۳۶
(حضرت) اسماعیلؑ: ۱۶۶
اسماعیل بن ابراہیم: ۱۷۸
اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی: ۱۸۵
اسماعیل بن عیاش: ۲۷۵
اسود: ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۸۴
اشرف علی تھانوی : ۴۶، ۸۲، ۹۱، ۹۳، ۱۶۹، ۱۹۱،
۳۶۷، ۴۱۰، ۴۳۰، ۴۷۵، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۵، ۵۱۳
اشعث بن شعبہ الخراسانی الحمیصی: ۲۶۵
اشعری: ۵۲۴
(امام) اعمش: ۲۶۲، ۳۰۵
افضل الدین : ۴۸۶
افغانی: ۳۴۸
(علامہ) اقبال: ۷۷، ۲۵۹، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰،
۳۵۱، ۳۵۲، ۳۷۲، ۴۱۱، ۵۰۳
اقبال الدین احمد : ۴۹۰، ۴۹۶
اقبال احمد صدیقی: ۴۹۴
اکبر: ۱۷
اکیوا: ۹۰
(علامہ) آلوسی: ۱۲۸، ۱۳۷، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۸۰، ۱۹۱
(حضرت) ام ایمن: ۱۸۳
(سیف الدین ابوالحسن) الآمدی: ۳۸۷، ۴۱۱
امیر علی: ۲۳
انے بولین: ۲۳
امام غائب: ۳۲، ۳۵، ۴۴، ۱۱۸
امام منتظر: ۴۷
امیر حسن سنجری: ۴۹۶
امیر خسرو: ۴۹۵
(حضرت) امیر معاویہ: ۲۰۴
(حضرت) انس: ۴۸، ۴۹۳
انس بن مالک: ۲۲۶، ۲۴۳، ۲۷۴، ۲۷۵
انور شاہ کشمیری: ۱۲۵، ۱۷۶
(امام) اوزاعی: ۲۰۸، ۲۸۲، ۲۹۵، ۳۰۵، ۳۸۵،
۴۰۲، ۴۰۸
اے کوہین: ۹۳
(حضرت) ایوب انصاری: ۲۰۳

ایوب بن نافع: ۱۷۸
ایوب سختیانی: ۳۹۱،۳۹۲
(علامہ) باجی: ۳۲۸
بارگیسن: ۳۰
(امام) باقلانی: ۴۵،۲۳۶
بایزید بسطامی: ۲۵۹،۴۴۳،۴۵۷،۴۶۶،۵۰۳
(امام) بخاری: ۳۵،۴۰،۶۳، ۲۲۸، ۲۴۱،۲۴۲،
۲۴۳، ۲۴۶، ۲۴۹، ۲۵۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۸۰، ۳۲۰،
۳۷۱،۴۷۴
بخت نصر: ۱۰۰،۱۳۵،۱۳۶
بریدہ: ۱۸۳،۱۸۴
بریرہ: ۲۷۰
بسرہ: ۲۷۰
(علامہ) بغوی: ۶۲،۹۳،۱۴۹،۱۹۰
(امام) بلقینی: ۴۵،۳۰۸
بنوامیہ: ۴۰،۴۲
بویشی، ابویعقوب: ۳۷۹
بیضاوی: ۱۴۵
(امام) بیہقی: ۱۲۷،۲۲۰،۲۶۰،۲۷۱
پراؤسٹ ہیڈیگر: ۳۰
پروسین: ۲۳
(امام) ترمذی: ۲۱۶،۳۸۹
(علامہ) تفتازانی: ۲۷۸
تقی الدین سبکی: ۳۰۸
(علامہ) تمنا عمادی: ۴۸،۱۶۲،۱۶۴، ۱۶۹، ۲۶۶،
۲۷۲
تمیم داری: ۱۴۲،۲۰۵،۲۶۲
تنزیل الرحمٰن: ۴۱۲
تھیوڈر نوئل ڈیکے: ۱۱۹
تیطوس رومی: ۱۳۵
ٹوائن بی: ۲۲
(حضرت) ثابت بن قیس شماس: ۱۶۱
ثعلبی: ۱۴۹،۱۹۰
(امام) ثوری: ۲۵۱
(حضرت) جابر: ۲۴۳
جابر بن عبداللہ: ۴۸،۲۶۵،۲۶۷
جان اسٹریٹ مل: ۲۲
جاوید اقبال: ۴۱۱
(حضرت) جبرئیلؑ: ۱۰۲،۱۰۳، ۱۲۸، ۱۶۹، ۱۷۴،
۲۰۸، ۲۱۰، ۲۶۶، ۲۶۷، ۴۳۹، ۴۴۶، ۴۵۴، ۴۷۰،
۵۱۷
جبیر بن مطعم: ۲۶۷
جراح: ۲۵۱
الجرجانی: ۲۷۰
جریج: ۱۸۲
الجزائری: ۲۶۹
جعفر شاہ پھلواروی: ۴۰
(امام) جعفر صادق: ۹۱،۳۰۵،۴۲۲
جلال الدین محمد بن عبدالرحمٰن القرینی: ۳۷۷
جلال الدین سیوطی: ۴۵، ۴۶، ۱۲۷، ۱۴۶، ۱۵۴،
۱۶۸، ۳۱۰، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۸۰، ۳۸۹، ۴۱۰، ۴۸۶،
۴۹۸
(مفتی) جمیل احمد تھانوی: ۹۴
جنید بغدادی: ۴۵۳،۴۸۲،۵۱۱

جوینی: ۴۵، ۴۸۶
چنگیز خاں: ۴۱۲
حاتم اصم: ۴۴۳
حاجی خلیفہ: ۴۲۲
حارث محاسبی: ۴۷۳، ۴۸۲، ۴۹۲، ۵۱۸، ۵۲۰
حافظ: ۵۰۲
حافظ ابن صلاح: ۲۴۳
حاکم: ۲۸۳
حبان اسعد ابوکرب: ۵۲
حبیب الرحمٰن کاندھلوی: ۲۸۸، ۳۶۹
حجاج (بن یوسف ثقفی): ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۶۸، ۲۷۰
حریز بن عثمان: ۲۶۴، ۲۶۵
حسن: ۲۱۱، ۲۶۶
(حضرت) حسن: ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۸۰
(امام) حسن و حسین: ۴۹۹، ۵۱۸
حسن بن زیاد: ۲۹۸
حسن بصری: ۴۷، ۱۶۸، ۱۸۸
حسان: ۲۶۶
(حضرت) حسین: ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۸۰
حسین احمد مدنی: ۴۱۲
حسین بن علی: ۲۵، ۲۶
حشرج بن نبایا الکوفی: ۴۰
حشیش بن ورد: ۳۸۳
(حضرت) حفصہ: ۱۰۹، ۱۵۶، ۱۵۸
حکیم سنائی: ۴۷۵
حلاج: ۴۵۹، ۴۶۵، ۴۷۲، ۵۰۳
الحلوائی: ۳۳۶،
حماد، استاذ ابوحنیفہ: ۳۱۲، ۳۷۰، ۳۷۱
حماد: ۲۹۵
حماد بن ابی معمر: ۳۸۵
حماد بن زید: ۳۹۱، ۳۹۲
حماد بن سلمہ: ۱۴۷،
حماد بن سلیمان: ۳۷۲
حمزہ بن ابی حمزہ العصیبی: ۲۶۵
حمید الطّویل: ۱۳۹
(حضرت) حنظلہ بن الربیع: ۱۶۱
(حضرت) خالد بن سعید بن العاص: ۱۶۱
خالد بن ولید: ۱۶۱، ۱۸۳
الخدری: ۲۶۹
(حضرت) خدیجہ: ۱۰۲
خزیمہ/ ابوخزیمہ: ۱۰۹، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰
خزیمہ بن ثابت: ۱۱۰
الخصاف: ۴۰۷
(حضرت) خضرؑ: ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۴۳، ۴۸۶، ۴۸۷
خطابی: ۱۵۴، ۲۷۹
خطیب بغدادی: ۳۷۴، ۳۷۵، ۵۲۰
(خلیق احمد) نظامی: ۵۱۲، ۵۱۷
خواجہ احمد نہاوندی: ۴۷۶
خواجہ اویس قرنی: ۴۷۶
خواجہ عثمان ہارونی: ۴۳۵
خواجہ قطب عالم بختیار کاکی: ۴۹۵
خواجہ معین الحق: ۴۷۷
داتا گنج: ۴۶۶
دار قطنی: ۱۸۵، ۲۴۲، ۲۴۳

دانیال: ۴۹
(حضرت) داؤدؑ: ۸۷، ۹۷، ۵۲۱
داؤد طائی: ۳۸۴
داؤد ظاہری: ۳۰۵، ۳۳۹، ۳۸۹
دجال: ۳۵، ۴۳، ۴۸، ۶۳، ۲۳۶
الدیلمی: ۲۶۲
ذہبی: ۲۶۵
راڈول: ۱۱۹
(امام) رازی: ۴۵، ۳۸۵
ربیع: ۱۴۹، ۱۵۰
ربیع بن انس: ۱۹۰
ربیع بنت معوذ بن عضراء: ۴۰
رُسل: ۲۳
رسول: ۱۷، ۲۰، ۲۱، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۴، ۳۵، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۵۱، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۶، ۷۲، ۷۹، ۸۲، ۸۴، ۸۸، ۸۹، ۹۴، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۱، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۵، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۹۱، ۲۹۹، ۳۰۳، ۳۲۶، ۳۸۱، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۱، ۴۱۳، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۴۸، ۴۶۸، ۴۷۵، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۷
(علامہ) رشید رضا: ۳۴۸، ۴۹۶
روح الامین: ۴۴۵
روح القدس: ۱۵۴، ۴۴۵
رومی: ۵۰۲
(حضرت) زبیر بن العوام: ۱۶۱
زرقائیل: ۴۰
(علامہ) زرکشی: ۱۶۵، ۱۷۹، ۳۶۹
(امام) زفر: ۳۳۱، ۳۳۶، ۳۸۴، ۳۸۵، ۴۰۴
(شیخ الحدیث) زکریا: ۴۸۰، ۴۹۵
زمخشری: ۱۲۸، ۱۳۷، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۹۱
زہری: ۴۰۲
زید بن ثابت: ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۲۰، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۹، ۲۰۴، ۳۹۱، ۳۹۲
زید: ۱۸۳
زید بن ارقم: ۲۰۳
زین الدین الحلبی: ۲۷۰
زین العابدین: ۲۵
(مولانا) ساجد الرحمٰن صدیقی: ۹۳
سالم: ۴۰۲
سالم مولیٰ ابوحذیفہ: ۱۱۳، ۱۶۲
سامری: ۴۴۶
(علامہ) ساوی: ۱۸۸
ستبائی زیدی: ۴۹
(امام) سخاوی: ۴۵، ۳۶۹، ۳۸۹
سدی: ۱۴۲
سراج طوسی: ۵۱۶
سراقہ بن مالک: ۳۷
سرخسی: ۱۸۵، ۳۱۶، ۳۳۶، ۳۹۰

سری سقطی: ۴۵۳
سعید: ۴۸
سعد بن ابی وقاص: ۲۲۷
سعید بن جبیر: ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۸۸
سعید بن سعید: ۲۷۵
سعید بن عبدالرحمٰن: ۲۷۰
سعید بن عیسیٰ الخراج: ۴۷۳
سعید بن المسیب: ۱۷۹، ۳۸۹
سعید الرحمٰن علوی: ۵۱۴
سفیان: ۱۶۴
سفیان ثوری: ۲۸۲، ۲۹۵، ۳۰۵، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۷۵، ۴۰۵
سفیان بن عینیہ: ۳۰۵
سفینہ: ۴۰
سلمان فارسی: ۴۳۳
(حضرت) سلیمانؑ: ۷۸، ۹۷، ۱۴۳، ۴۰۳، ۵۲۱
سلیمان بن سمرہ: ۲۴۳
سلیمان بن عبدالحمید البہرانی: ۲۶۴
سمرہ بن خبیر: ۲۴۳
سموئیل: ۶۷
سنائی: ۵۰۲
سوید بن سعید: ۲۴۲
سید احمد الکبیر الرفاعی: ۵۱۶
سید حسین محمد جعفری: ۳۷۹
السید السابق: ۳۶۷، ۳۶۹
سید علی عباس جلالپوری: ۵۰۴
شاطبی: ۲۷۸، ۳۰۳، ۳۱۵، ۳۴۱، ۳۵۰
(امام) شافعی: ۴۵، ۴۶، ۷۲، ۱۴۸، ۱۸۵، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۷۲، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۹۵، ۳۰۵، ۳۱۶، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۳۷، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۷، ۳۴۹، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۸، ۳۸۴، ۳۸۷، ۳۹۴، ۳۹۵، ۴۰۱، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۵۲۴، ۵۳۳
شاہ رفیع الدین: ۵۰۱
شاہ سید محمد ذوقی: ۵۰۵
شاہ عبدالرحیم: ۴۹۷
شاہ عبدالعزیز: ۴۹۷
(مولانا) شاہ سید سلیمان ندوی: ۴۵، ۳۵۲، ۳۸۶، ۴۱۱
شاہ محبّ اللہ الٰہ آبادی: ۴۷۴
شاہ ولی اللہ: ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۵، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۷۶، ۱۷۷، ۲۳۰، ۲۴۴، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۹۴، ۲۹۵، ۳۰۸، ۳۵۰، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۹۹، ۴۰۷، ۴۱۹، ۴۳۳، ۴۴۲، ۴۴۷، ۴۵۳، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۸۷، ۴۹۲، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۳، ۵۱۴
(ابوبکر) شبلی: ۴۴۳، ۴۶۳، ۴۸۳
شبلی نعمانی: ۱۶۸، ۲۷۶، ۳۷۶، ۴۰۶، ۵۱۲
(حضرت) شرجیل بن حسنہ: ۱۶۱
شریح بن نعمان بغدادی: ۴۰
شریک النخعی: ۳۰۵
شعبہ: ۴۷، ۲۲۱

(امام) شعبی: ۷۰، ۲۶۲، ۳۰۵، ۳۴۵
شعرانی: ۲۸۷، ۳۸۲، ۵۰۲
شہاب زہری: ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۸، ۱۲۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۷، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۵، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۸۰، ۲۴۲، ۲۴۸
(امام) شوکانی: ۳۷۷، ۳۹۱
شہاب الدین سہروردی: ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۷، ۴۹۶
شہر بن حوشب الشامی: ۲۷۵
شیخ یعقوب: ۴۷۴
شیخین (ابوبکر و عمر): ۷۳
شیخ الہند: ۱۹۱
شیخ علاء الدین علی بن عثمان المعروف بابن الترکمانی: ۲۷۱
شیرازی: ۳۹۰، ۳۹۲
صباح الدین عبدالرحمٰن: ۳۸۳
صبحی صالح محمصانی: ۱۷۸، ۳۷۲
صفی الدین الحنبلی: ۲۷۰
(حضرت) صفیہ: ۵۵
صلاح الدین خلیل: ۲۸۱
صہیب رومی: ۵۰
ضحاک خارجی: ۱۸۵، ۴۰۲
ضیا مقدسی: ۲۸۳
طالوت: ۱۸۹
طاہر القادری: ۴۹۹، ۵۰۰
طبرانی: ۵۱، ۲۶۲، ۲۶۷
طبری: ۵۲۴، ۵۳۳
(علامہ) طحاوی: ۹۵، ۱۲۴، ۱۷۶، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۷۰، ۲۷۱، ۳۸۴
طلحہ: ۳۹۲
طلق الحبیب: ۳۷۲
(مولانا) ظفر احمد: ۵۱۳
(حضرت) عائشہ: ۳۵، ۵۶، ۱۳۰، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۵۴، ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۰۳، ۲۱۸، ۲۷۸، ۲۸۲، ۳۱۷، ۳۷۳
(حضرت) عامر بن فہیرہ: ۱۶۱
عباد بن صہیب: ۲۶۵
عباد بن کثیر: ۲۶۵
عبادہ بن صامت: ۱۵۵
(حضرت) عباس: ۲۶۸، ۴۶۷
عباس آفندی: ۵۱۷
عبدالحکیم سیالکوٹی: ۴۶
عبدالحمید صدیقی: ۱۷۳، ۱۷۴
عبد بن حمید: ۵۱، ۵۲
عبدالحق محدث دہلوی: ۴۹۶، ۵۰۰، ۵۱۳
عبدالرحمٰن بدوی: ۴۹۶
عبدالرحمٰن بن ابزی: ۲۳۰
عبدالرحمٰن بن ابوبکر: ۱۳۷
عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ: ۲۰۳
عبدالرحمٰن بن ایلی: ۱۰۵
عبدالرحمٰن بن عبدالقاری: ۱۷۲
عبدالرحمٰن بن ابی عوف الجرشی: ۲۶۴
عبدالرحمٰن بن عوف: ۱۳۲
عبدالرحمٰن الجزیری: ۳۹۶
عبدالرحمٰن مہدی: ۲۷۸

عبدالرحیم بن زید العمی: ۳۸۱
عبدالرزاق: ۵۱
عبدالرزاق ملیح آبادی: ۳۸۲
عبدالسلام مبارکپوری: ۲۶۱
عبدالعزیز بن ابی داؤد: ۳۷۲
عبدالعزیز بخاری: ۴۱۱
عبدالقادر جیلانی: ۴۴۳، ۴۵۶، ۴۶۱، ۴۷۱، ۴۷۳، ۴۷۴،
۵۰۲، ۵۰۷، ۵۱۰، ۵۱۷
عبدالقدوس گنگوہی: ۴۷۴
عبدالفتاح ابوغدہ: ۳۷۰، ۳۷۸
عبدالکریم زیدان: ۳۸۹
عبدالکریم جیلی: ۵۰۷
عبدالوہاب شیرانی: ۵۱۶
عبداللہ: ۱۸۳
عبداللہ بن ادریس: ۳۷۵
عبداللہ بن ارقم الزہری: ۱۶۱
عبداللہ بن ابی سرح: ۱۶۱
عبداللہ بن بدر: ۲۷۰
عبداللہ بن رواحہ: ۱۶۱
عبداللہ بن زبیر: ۲۰۴
عبداللہ بن سبا: ۲۴
عبداللہ بن سلام: ۵۵
عبداللہ بن شبرمہ: ۳۰۵
عبداللہ بن عباس: ۴۸، ۱۰۹، ۱۳۵، ۱۴۷، ۱۵۹،
۱۶۴، ۱۹۰، ۲۰۳، ۲۲۶، ۲۴۳، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۵،
۲۶۶، ۲۷۵، ۲۷۸، ۲۸۷، ۴۱۶، ۴۳۲، ۴۵۱
عبداللہ بن عمر: ۳۸، ۱۳۰، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۶۷، ۱۷۸،
۲۰۳، ۲۴۳، ۲۶۱، ۲۸۲، ۳۷۳، ۳۹۱، ۳۹۲، ۴۰۲
عبداللہ بن مبارک: ۲۵۱، ۳۷۵
عبداللہ بن محمد: ۱۶۴
عبداللہ بن مسعود: ۱۰۸، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۳۴،
۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۸، ۱۷۶، ۲۰۲، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۴۳، ۲۶۱،
۲۸۲، ۳۰۴، ۳۱۱، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۷۰، ۳۸۴، ۳۸۷،
۳۸۹، ۴۰۲،
عبداللہ سلطانپوری: ۷۱
عبداللہ الکفیف: ۳۷۷
(مفتی) عبداللطیف رحمانی: ۱۶۲
عبدالماجد دریابادی: ۳۵۲، ۴۱۱
عبدالوہاب بن نجدہ: ۲۶۴
عبدہ: ۳۴۸
عبیداللہ بن ابی رافع: ۲۶۵
عبیداللہ سلمی: ۴۹۹
عبید بن السباق: ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۶۱
(حضرت) عثمان: ۲۸، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۱۶،
۱۲۴، ۱۶۱، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۵، ۲۰۲، ۲۰۴،
۲۱۸، ۵۱۸، ۵۲۴
عثمان بن عمر: ۱۵۷
عثمان ہارونی: ۸۹
عرباض بن ساریہ: ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۷۷
عروہ بن زبیر: ۱۷۲
عزرائیل: ۴۹۷
(شیخ) عزالدین عبدالسلام: ۳۶۸
عزیر: ۱۵۰
عطاء: ۱۳۵

(امام) عطاء (بن رباح): ۲۷۴، ۳۰۵
عقیل: ۱۰۳، ۱۷۲
عکرمہ: ۱۱۸، ۱۹۰، ۲۷۵
علاءالدین صمنانی: ۴۶۶
علقمہ: ۲۶۲، ۳۱۲، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۸۴، ۴۰۲
(حضرت) علی: ۲۸، ۵۱، ۸۴، ۱۱۶، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۴۱، ۱۴۹، ۱۶۱، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۱۸، ۲۲۹، ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۸، ۲۸۲، ۳۰۴، ۳۷۰، ۳۸۹، ۴۰۲، ۴۱۶، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۴۳، ۴۸۶، ۴۸۸، ۴۹۵
علی بن حسین بن واقد: ۲۷۵
علی عثمان جلابی (المعروف داتا گنج): ۴۹۹
علی بن عیاش: ۲۶۴، ۲۶۵
علی البونی: ۴۲۰، ۴۲۶، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۴، ۵۱۳
(شیخ) علی الخواص: ۳۸۲
علی الہجویری: ۳۸۲
عمادالدین: ۳۷۷
عمار: ۲۳۰
(حضرت) عمرؓ: ۲۳، ۲۶، ۲۷، ۳۷، ۴۵، ۵۶، ۶۸، ۷۳، ۹۵، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۲۲، ۱۳۲، ۱۴۰، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۴۴، ۲۶۱، ۲۷۶، ۲۷۸، ۳۰۴، ۳۲۴، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۷۰، ۳۸۸، ۳۹۱، ۳۹۲، ۴۵۰
عمرو: ۱۶۴
عمرو بن خارجہ: ۲۷۴، ۳۲۶
عمرو بن سعید: ۱۶۷
عمرو بن عاص: ۴۸، ۱۶۱
عمر بن عبدالعزیز: ۲۸۷، ۳۰۵
عمرو بن فرزدق: ۲۴۲
عمرو بن مرہ: ۳۷۲
عنصر صابری: ۴۹۵
عوف بن ابی جمیلہ: ۱۶۸
عویمر عاصم بن عدی: ۱۷۹
(حضرت) عیسیٰ: ۴۶، ۴۸، ۵۲، ۱۵۰، ۱۹۶، ۳۸۰، ۴۴۶، ۴۹۶، ۵۰۲
عیسیٰ بن عبان: ۴۱۱
(امام) غزالی: ۴۵، ۶۵، ۷۰، ۹۴، ۹۵، ۱۲۵، ۱۷۶، ۲۹۵، ۳۱۴، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۴۵، ۳۷۹، ۳۹۱، ۳۹۳، ۴۰۷، ۴۲۹، ۴۳۵، ۴۴۱، ۴۴۶، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۹، ۴۶۳، ۴۸۰، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۸۹، ۴۹۸، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۴، ۵۳۳
غلام احمد پرویز: ۴۹۴، ۵۰۴
غوث اعظم: ۵۰۹، ۵۱۰
فارابی: ۳۲۹
فاروق: ۲۷۶
(حضرت) فاطمہ: ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۴۱، ۱۸۰، ۱۸۲
فاطمہ بنت قیس: ۲۰۳
فتنی: ۲۷۹
(سلطان) فرح بن برقوق: ۳۰۷
فریدالدین عطار: ۴۳۳
فریدالدین گنج شکر: ۴۷۴، ۴۹۶، ۴۹۷، ۵۰۹، ۵۱۳،

فضل الرحمٰن: ۴۱۲

فضیل الرحمٰن : ۳۵۹

فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی: ۴۴۳

فاروق: ۲۶۴

قاسم: ۲۶۲

قاسم بن محمد بن ابی بکر: ۲۷۷، ۳۸۱

قاسم بن معین: ۳۸۵

قاضی ابوبکر: ۱۱۶

قاضی ابوبکر ابن عربی: ۱۷۷

قاضی شریح: ۲۳۶

قاضی محمد بن موسیٰ حنفی: ۳۷۹

قبطی: ۱۸۲، ۱۸۳

قتادہ : ۴۷، ۴۸، ۱۳۵، ۱۸۸، ۱۹۰، ۲۱۱، ۲۲۹، ۲۶۶، ۴۰۳

قرطبی: ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۷، ۱۴۹، ۱۷۶، ۱۸۸، ۱۹۰، ۲۱۰

قرظہ بن کعب: ۲۰۲

قسطلانی: ۲۷۶

قشیری : ۴۵۷، ۴۶۴

قیس بن خرشتہ: ۱۵۰

قیس بن طلق: ۲۷۰

قیصر وکسریٰ: ۷۹

کرشنا: ۴۹

کعب الاحبار: ۵۶، ۱۴۲، ۱۵۰، ۲۰۵، ۴۳۲

کلبی: ۱۳۵، ۱۸۵

گستاف وائل: ۱۱۹

اللیث: ۳۹۱

لیث: ۱۵۷

لیث بن سعد: ۲۳۵، ۳۰۵

لینن: ۲۳

مارکس: ۲۲

ماریہ قبطیہ: ۱۴۱، ۱۸۲

(امام) مالک: ۷۲، ۱۱۶، ۱۲۳، ۱۴۸، ۱۷۰، ۲۳۲، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۶۸، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۸۰، ۲۸۲، ۳۰۹، ۳۲۴، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۷۱، ۳۸۹، ۳۹۲، ۴۰۸

مالک بن انس: ۳۷۴

مالک بن اوس: ۳۹۲

مامون: ۴۶

ماوردی: ۳۹۰

مجدد الف ثانی: ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۸۵، ۵۰۵

(حضرت) محمدؐ : ۱۶، ۱۷، ۳۱، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۸، ۸۴، ۱۴۷، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۶۷، ۲۰۰، ۲۱۱، ۲۹۹، ۳۹۱، ۴۱۳، ۴۲۳، ۴۵۳، ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۸۰، ۵۱۱

(امام) محمد : ۱۱۸، ۳۲۵، ۳۳۱، ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۸۳، ۳۸۴

محمد الشیبانی: ۲۸

(امام) محمد الشیبانی: ۳۴۶، ۳۴۷، ۴۰۸

محمد بن احمد معتزلی: ۳۰۶

محمد بن ادریس شافعی: ۳۸۲، ۳۸۷

محمد ابن اسحاق یسار: ۱۸۳، ۱۹۰

محمد ابن ایوب الرقی: ۳۸۱

محمد بن بشار: ۴۷

محمد بن حسن: ۲۳۶

محمد بن الحسین ابوالفتح بن بریدہ الأزدی الموصلی :

۲۶۵
محمد بن الحکم المصری: ۳۷۹
محمد بن حماد: ۳۷۴
محمد بن خزیمہ: ۲۷۰
محمد بن السائب: ۱۸۵
محمد بن سیرین: ۱۱۰
محمد بن طاہر مقدسی: ۲۸۱
محمد (بن علی): ۲۰۲
محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ: ۳۰۵
محمد بن عبدالرحمٰن صیرفی: ۳۸۲
محمد بن عبدالوہاب: ۲۹۵، ۳۴۷
محمد بن عبدالمنکدر: ۲۶۵
محمد بن عبیداللہ ابوثابت: ۱۵۷، ۱۵۸
محمد بن یحییٰ الذہلی: ۲۸۰
محمد ابوالحسنات عبدالحق لکھنوی: ۳۸۰
محمد اجمل خاں: ۱۶۷، ۱۶۸
محمد الخضری: ۳۸۹
محمد احمد رضوی: ۳۷۲
محمد ارشد قادری: ۴۹۷
محمد اسلم جیراجپوری: ۲۶۲
محمد اسماعیل: ۲۸۵
محمد اسماعیل سلفی: ۲۸۵
محمد اعزاز علی: ۴۱۲
محمد اقبال: ۲۹۵، ۴۸۴
(امام) محمد باقر: ۱۸۵، ۳۹۰
(مولانا) محمد جوناگڈھی: ۱۸۰، ۱۸۹
محمد چشتی: ۵۱۳
(ڈاکٹر) محمد حسن: ۵۰۰
محمد حسین شاہ علی پوری: ۹۷
محمد حسین ہیکل: ۱۵۵
محمد الخضری: ۱۷۷
محمد سعیدالرحمٰن علوی: ۹۵، ۴۰۷
(مفتی) محمد شفیع: ۱۹۱، ۴۱۲
محمد عاصم الحداد: ۳۹۸
محمد عبدہ: ۱۲۷
محمد منظور نعمانی: ۸۸
محمد مصطفیٰ ارشد: ۳۶۷
(شیخ) محمد مہدی الکاظمی: ۳۸۹
(مفتی) محمود: ۳۷۵
محمود انصاری: ۲۰۲
محمود العقاد: ۵۱۷
مرزا غلام احمد قادیانی: ۴۹۸
مروان: ۱۳۷
مریم: ۱۴۳
مصعب بن عمیر: ۱۰۵
مسروق: ۲۶۲
مسعر بن کدام: ۳۷۲
(حضرت) مسیح موعود: ۳۲، ۳۵، ۴۳، ۴۴، ۴۶، ۴۷، ۴۹، ۵۰، ۶۱، ۱۳۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۸۹، ۲۹۱، ۳۱۰، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۸۲، ۳۹۷، ۳۹۸
(امام) مسلم: ۲۷، ۳۸، ۱۴۱، ۲۰۰، ۲۳۸، ۲۴۳، ۲۴۶، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۳۲۰
مصطفیٰ حسن سباعی: ۲۶۹
مصطفیٰ غلایینی: ۳۹۳

معاذ بن بادیس:۳۷۶

(حضرت) معاویہ بن ابی سفیان: ۱۶۱، ۲۱۸، ۲۶۹، ۴۰۲

معتمر بن سلیمان: ۱۴۷

معیقب بن ابی فاطمہ: ۱۶۱

معین الدین اجمیری:۸۹

معین الدین چشتی: ۴۴۳

مغیث: ۲۷۰

مغیرہ: ۲۶۲

(حضرت) مغیرہ بن شعبہ: ۱۶۱

مقاتل بن سلیمان: ۱۸۵، ۴۵۹

مقدام بن معدیکرب: ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۷۷

ملا باقر مجلسی: ۱۸۵

ملا جیون: ۱۷۷

ملا طاہر پٹنی: ۴۹۶

ملا علی قاری: ۱۲۵، ۱۷۶، ۳۱۰، ۳۸۰، ۴۰۷، ۴۸۶

ملک غلام علی: ۲۶۹

مقاتل: ۱۴۲

ملکہ سبا: ۱۴۳

مناظر احسن گیلانی: ۲۸۷، ۴۰۱، ۴۳۰، ۴۷۳، ۴۷۷، ۴۹۳، ۴۰۵، ۵۱۷

منصور عباسی: ۴۰۴

منصور بن المعتمر: ۲۸۰

(مولانا) مودودی: ۳۷۵

(حضرت) موسیٰؑ: ۴۸، ۵۲، ۶۴، ۶۵، ۶۷، ۹۲، ۹۵، ۹۶، ۱۳۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۶۹، ۱۷۵، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۶۴، ۲۹۲، ۳۸۳، ۴۱۶، ۴۴۶، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۸۷، ۵۰۲

موسیٰ بن اسماعیل: ۱۵۶

موسیٰ بن نصیر: ۱۸۸

مولانا روم: ۴۷۴

مہدی: ۳۲، ۳۵، ۴۳، ۴۴، ۵۰، ۶۱، ۱۴۱، ۳۱۱، ۳۸۰

میر ولی الدین: ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴

(حضرت) میکائیل: ۱۷۴، ۴۳۶

نافع: ۲۴۳، ۳۹۱، ۳۹۲

ناصر الدین البانی: ۱۸۱

نجم بن فضیل: ۲۵۲

(امام) نجم الدین عبد القوی: ۳۹۳

نخعی: ۲۹۵

(ابراہیم) نخعی: ۳۷۱، ۳۸۴، ۴۰۲

(امام) نسائی: ۲۶۵، ۴۸۸

نضر بن عاصم اللیثی: ۱۱۹

نضر بن عامر: ۱۱۹

نظام الدین اولیاء: ۴۳۳، ۴۹۶، ۴۹۷

(حضرت) نوحؑ: ۴۶۵، ۵۰۲

(علامہ) نور الدین حلبی: ۹۷

نووی: ۲۸۸، ۴۸۸

(امام) واحدی: ۱۳۵، ۱۴۶، ۱۷۸

واصل بن عطاء: ۳۱۴

واقدی: ۴۰۸

وحید الزماں: ۲۸۰، ۲۸۲، ۲۸۹

وحید الدین قریشی: ۵۰۹

ورقہ بن عمر یشکری: ۲۸۰

ورقہ بن نوفل: ۱۰۲، ۴۴۸

وضاح بن عبداللہ :۲۸۰
وکیع :۲۵۱
ولید بن مسلم دمشقی:۲۸۰
ولید بن ملک:۱۸۸
ولیم میو: ۱۱۹
ولی الدین تبریزی:۲۱۶، ۲۶۸
وہب بن منبہ :۵۶، ۱۴۲، ۱۴۹، ۱۸۷، ۱۹۰، ۴۸۷
ہارٹ وگ ہرش فلڈ :۱۱۹
ہارون:۶۷
(حضرت) ہارونؑ :۱۹۰
ہارون رشید: ۳۷۱
(شیخ) ہجویری:۵۰۰
ہرمزان : ۳۷
ہیگل :۲۲
ہشام بن حکیم: ۱۷۲، ۱۷۳
ہشام بن عروہ:۲۷۰
ہشام بن عمار: ۲۷۵، ۲۷۶
ہلاکو:۴۱۲
ہیراڈیٹس:۲۲
ہنری:VIII ۲۳
پسوائڈ:۲۲
ہیثم بن بشر واسطی:۲۴۲
یحییٰ بن ابو کثیر:۲۱۱، ۲۶۶
یحییٰ بن ابی زائدہ: ۳۸۴، ۳۸۵
یحییٰ بن زکریا:۳۷۲
یحییٰ بن سعید:۴۰۴
(امام) یحییٰ بن کثیر:۲۰۸
یحییٰ بن معین:۲۷۹
یحییٰ بن یعمر :۱۱۹
یزید:۱۳۷
یزید النوی: ۲۷۵
یزید بن زریع:۴۷
(حضرت) یعقوب:۱۵۱
یوسف بن خالد التمیمی: ۳۸۴
(حضرت) یوشع: ۶۴، ۱۵۰
یونس بن یزید:۱۴۷، ۱۵۷
یہویہ:۲۲

مذہبی اور آسمانی کتابیں

الواح (موسیٰ):۱۵۰، ۲۲
انجیل :۸۰، ۹۲، ۱۰۶، ۱۶۳، ۱۹۷، ۴۳۶، ۴۳۸
بائبل:۶۴، ۹۳، ۹۶، ۱۱۰، ۱۴۳، ۱۴۴
تورات : ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۲، ۶۳، ۶۵، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۴، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۱۲۱، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۶۳، ۱۶۹، ۱۹۰، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۹، ۲۶۰، ۲۹۳، ۳۰۲، ۳۴۱، ۳۵۷، ۳۹۸، ۴۱۵، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۴، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۹۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۹
تلمود : ۵۷، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۷، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۹۵، ۹۶، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۹۴، ۱۹۹، ۲۸۰، ۲۹۳، ۳۱۲، ۳۴۱، ۳۹۸
حزقیل:۵۸
ملاقہ :۷۶، ۸۵
خمسہ موسوی : ۵۷، ۶۳، ۶۶، ۶۹، ۷۴، ۸۸، ۹۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۹، ۲۰۹، ۵۲۳

زبور: ۴۳۸
زہار: ۵۸، ۱۲۲
شوافع: ۲۲۹، ۲۷۰
عہد نامہ قدیم وجدید: ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۵
فقہ جعفری: ۲۹۴
قبالائی: ۶۷
قرآن: ۲۱، ۲۴، ۳۳، ۳۴، ۴۴، ۴۶، ۴۷، ۵۶، ۵۷، ۵۹، ۶۱، ۶۳، ۶۷، ۷۰، ۷۵، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۹۲، ۹۳، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵......۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۳۷، ۲۴۷، ۲۴۹، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۶۰، ۱۶۱، ۲۶۳، ۲۶۵، ۲۶۷، ۲۹۱، ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۸۳، ۳۹۱، ۳۹۴، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۳، ۴۱۵، ۴۲۰، ۴۲۵، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۳۲، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۵۱، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۲، ۵۲۲
گمارا: ۵۷، ۱۹۹، ۲۰۱
گیتا: ۴۶
مدراش: ۶۷، ۹۶، ۱۴۴
مشناۃ: ۵۷، ۵۸، ۶۴، ۷۰، ۷۳، ۷۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۵، ۱۰۶، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۶، ۲۱۷، ۲۶۱، ۲۶۲
وشنو پران: ۴۶

کتب احادیث

ابن حبان: ۱۶۷
ابن ماجہ: ۴۸، ۱۶۲، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۵۰، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۷، ۲۸۱، ۲۸۵، ۳۸۹، ۴۲۹
ابوداؤد: ۳۸، ۴۴، ۴۵، ۴۸، ۱۵۶، ۱۶۴، ۱۶۷، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۴۳، ۲۵۰، ۲۶۱، ۲۶۴، ۲۶۹، ۲۷۳، ۲۷۷، ۲۸۳، ۲۸۵
بخاری: ۲۶، ۴۷، ۸۳، ۸۹، ۹۶، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۳۹، ۱۴۷، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۱، ۱۸۰، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۶، ۲۷۶، ۲۸۰، ۲۸۴، ۲۸۵، ۳۷۱، ۳۹۱، ۳۹۲، ۴۵۰، ۴۹۴
بیہقی: ۱۵۰، ۲۶۸، ۲۸۳، ۴۳۷
ترمذی: ۳۸، ۴۸، ۸۳، ۸۴، ۹۷، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۸۳، ۱۸۴، ۲۲۶، ۲۴۳، ۲۵۰، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۸۵، ۴۳۷، ۴۹۵
حاکم: ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۸۳، ۲۶۵، ۲۶۸
دارقطنی: ۲۶۳، ۲۸۳
دارمی: ۲۵۰، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۷۷، ۲۸۱
صحاح ستہ: ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۵۶، ۱۷۱
فتح الباری: ۴۸، ۹۳، ۹۶، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۶، ۲۶۶، ۲۸۱
کتاب المصاحف: ۱۶۴

مستدرک: ۱۶۴،۱۸۳،۲۴۳
مسلم: ۲۶،۴۳،۴۸،۵۱،۸۳،۹۶، ۱۱۱،۱۱۲، ۱۱۷،
۱۲۰، ۱۵۵،۱۷۳،۱۷۴، ۱۷۹،۱۸۲،۱۸۳، ۲۲۵، ۲۳۰،
۲۴۵، ۲۴۶، ۲۵۰، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۶۳، ۲۷۶، ۲۸۰،
۲۸۲،۲۸۵،۲۸۹
مسند احمد ۳۸، ۵۰، ۸۳،۱۵۴،۱۶۴، ۱۶۷، ۱۷۴،
۲۴۶،۲۶۳،۲۶۵،۲۶۷،۲۸۳
مسند ابو یعلی موصلی: ۲۸۳
مسند ابن جریر: ۲۸۳
مسند بزاز: ۲۸۳
مسند سعید بن منصور: ۲۸۳
مسند عباسی: ۲۸۳
مسند عبدالرزاق: ۲۸۳
مسند الفردوس: ۸۴،۲۸۳
مشکوٰۃ: ۳۸،۳۹،۹۵،۹۶،۲۶۵،۲۶۸
مؤطا امام مالک: ۴۷،۱۲۰،۱۲۴،۲۲۵،۲۳۲،۲۳۴،
۲۴۶،۲۵۰،۲۶۳،۲۸۱،۳۰۹،۳۱۹،۳۸۹
نسائی: ۵۱،۱۱۲، ۱۶۵، ۱۶۷، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۱،
۲۴۳،۲۵۰،۲۶۵،۲۷۳،۲۷۶،۲۸۳،۲۸۵

اصطلاحات قرآنی و دینی

ابدال: ۱۸
آثار و احادیث رسول: ۲۱
استخلاف فی الارض: ۲۱
اسرائیلیات: ۴۹،۵۶،۱۴۲،۱۴۵
اسوۂ متواترہ: ۲۳۱
استحسان: ۳۰۱،۳۱۶،۳۲۶،۳۲۹،۳۴۷
استصلاح: ۳۰۱،۳۱۶
اشارۃ النص: ۳۱۵
اقتضاء النص: ۳۱۵
اوتاد: ۱۸
اولیاء: ۱۸
باطنی حکومت: ۱۸
بعثت نبوی: ۲۱
دلالۃ النص: ۳۱۵
روح: ۳۴
سنت متواترہ: ۲۳۱
شرع محمدی: ۵۴
عرف و عادات: ۳۱۶
قطب: ۱۸
قیاس: ۳۲۷
مراعاۃ الخلاف: ۳۴۰
مصالح مرسلہ: ۳۰۱،۳۱۶،۳۲۹
وحی : ۳۰،۳۱،۳۲،
۳۶،۴۱،۵۶،۵۸،۶۲،۶۳،۷۱، ۷۲،۷۳، ۷۵،
۷۶، ۸۰،۸۵،۹۳، ۹۹،۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۱۶، ۱۲۱،
۱۲۴،۱۲۵، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۱،۱۴۲، ۱۴۵،
۱۴۶، ۱۴۸،۱۵۲، ۱۵۵، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۳،۱۹۴،۱۹۵،
۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۴،۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴،
۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۷، ۲۵۵، ۲۵۷،
۲۵۸،۲۹۶،۲۹۷،۲۹۹،۳۰۱،۳۰۵،۴۴۹،۵۲۲
وحی متلو/وحی غیر متلو: ۵۸،۱۰۳، ۲۰۸، ۲۱۳، ۲۱۴،
۲۱۹، ۲۲۱، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰،۲۵۶،

۲۵۷، ۲۵۸، ۲۶۵، ۲۶۷، ۲۹۵، ۲۹۶، ۳۱۵، ۳۱۸،
۳۱۹، ۳۴۷، ۴۸۱،
وحی ربانی: ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۴۵، ۱۹۳،
۱۹۸
وحی موسوی: ۱۲۲

مذاہب/امتیں

اسرائیلی: ۶۲، ۹۲
اسلام: ۶۷، ۸۶، ۸۸، ۹۵
اصحاف کہف: ۲۶
امت اسلامیہ: ۲۹۵
امت محمدی: ۴۷، ۷۸
امت محمدیہ: ۱۸، ۹۳
امت مسلمہ: ۲۱، ۳۲، ۵۴، ۶۱، ۷۳، ۷۸، ۷۹، ۸۱،
۸۶، ۹۹، ۱۰۰
امت معزول: ۱۸
امت یہود: ۸۱، ۱۵۳
اہل ایمان: ۱۰۴، ۱۹۹
اہل کتاب: ۴۱، ۴۲، ۵۶، ۹۲، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۷۹،
۲۰۵، ۲۲۲، ۲۶۰، ۲۶۱، ۴۴۸
اہل ہنود: ۴۷۸
اہل نصاریٰ: ۸۰، ۱۰۶، ۴۵۸
اہل یہود: ۳۱، ۳۴، ۴۹، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۷، ۵۹،
۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۱، ۷۲،
۷۳، ۷۴، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۱، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۹۰، ۹۱،
۹۲، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۶، ۱۱۳، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲،
۱۵۳، ۱۶۶، ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۶، ۲۰۸،
۲۴۴، ۲۶۰، ۲۶۸، ۲۸۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۳۰۰، ۳۰۱،
۳۱۲، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۵۷، ۳۹۳، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۱۴،
۴۵۱، ۴۲۱، ۴۲۴، ۴۴۸، ۴۵۶، ۴۵۹، ۴۹۰، ۵۱۰، ۵۲۱،
۵۳۳، ۵۲۹
ایرانی: ۲۲
بنی اسرائیل: ۳۴، ۴۶، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۸، ۶۸،
۷۳، ۷۴، ۷۵، ۸۲، ۹۳، ۹۹، ۱۰۱، ۱۷۵، ۱۸۶، ۱۸۹،
۱۹۰، ۱۹۱، ۳۰۰، ۳۰۱، ۴۵۰
بودھ: ۴۸۹
ثمود: ۲۴
دین یہود: ۵۲
ربانی اسماعیل: ۳۰۲
رومیوں: ۴۹
زرتشت: ۴۹
سبائی: ۲۱
عاد: ۲۴
عیسائی: ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۶۱، ۹۲،
۱۴۲، ۱۴۴، ۴۸۷، ۴۸۹
عیسائی پوپ: ۳۰۳
فقہائے یہود: ۳۰۲
مجوس: ۲۶
مسلمان: ۷۷، ۸۰، ۸۵، ۱۰۴، ۱۳۶، ۱۴۷، ۱۵۲،
۱۶۷، ۱۹۹، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۹، ۲۱۷، ۲۶۲، ۲۶۵، ۲۶۸،
۲۹۳، ۲۹۶
مشرکوں: ۱۴۷
مشرکین: ۱۴۸، ۱۶۶
ہندو: ۴۹، ۴۸۹

یہود: ۵۸،۶۵،۷۰،۷۵،۹۱،۹۳،۹۴،۱۲۱،۱۹۱،
۲۰۹،۲۹۲،۳۶۶،۳۹۲،۴۵۹،۴۶۰،۵۱۰
یہودی: ۲۲،۲۴،۴۴،۴۷،۴۸،۵۲،۵۵،۵۶،۶۱،
۶۷،۶۸،۶۹،۸۸،۱۴۲،۱۴۳،۱۴۴،۱۵۱،۱۵۳،۱۶۷،
۱۷۵،۲۹۱،۴۸۷
یہودونصاریٰ: ۸۰
یہودی ربائی: ۳۰۳
یہودیت: ۵۲،۶۷،۸۰،۸۶،۸۷،۸۹،
۹۶،۲۰۹،۲۹۹،۳۰۱،۴۴۴
یہودیت ونصرانیت: ۸۰،۲۹۹
یہودیوں: ۶۰،۸۹،۱۳۵

بلاد وامصار

اسپین: ۹۲،۵۲۵
افریقہ: ۱۶،۴۲۳
ایشیا: ۱۶
ایران: ۱۷،۴۳،۵۱،۷۹
الہ آباد: ۱۶۷
آرمینیا: ۱۷۱
امرتسر: ۲۶۲
اعظم گڈھ: ۲۷۶،۳۸۳،۳۸۶،۴۰۶
اسلام آباد: ۴۸۹
بیروت: ۳۷،۹۳،۱۶۵،۱۷۳،۱۷۴،۱۸۶،۱۹۱،
۲۶۲،۳۷۶،۳۷۷،۳۸۳،۳۹۰،۳۹۳،۳۹۶،۴۰۱
بصرہ: ۲۶۴
بخارا: ۲۸۵
بستان: ۲۸۵
بدایوں: ۴۰۶
بغداد: ۵۴،۹۲،۱۷۶،۳۳۴،۳۵۳،۳۸۹،۴۱۲،
۵۲۵
پٹنہ: ۲۶۱
پاکستان: ۳۷۵
ترمذ: ۲۸۵
تیونس: ۳۵۴،۴۸۷
ترکی: ۴۲۳
جنیوا: ۴۱۲
حیدرآباد: ۱۷۶،۴۱۱،۴۸۸
خوارزم: ۴۱۲
دمشق: ۴۷،۹۵
دہلی: ۳۸،۱۵۴،۱۷۶،۱۸۷،۳۵۳،۳۷۹،۳۸۲،
۳۹۵،۳۹۹،۴۸۹،۴۹۵
دیوبند: ۵۱۳
روما: ۱۷،۲۴،۴۳،۷۹
سوڈان: ۵۰
عمان: ۱۸۱
عراق: ۳۵۴
غرناطہ: ۳۵۳
قاہرہ: ۳۸،۴۸،۸۹،۱۵۵،۱۶۸،۱۷۶،۲۶۷،
۳۶۷
قسطنطنیہ: ۴۱۱
کوفہ: ۲۳۳،۴۰۲
کراچی: ۹۳،۹۷،۲۶۶،۲۷۱،۴۹۳،۵۰۵،
لاہور: ۸۸،۹۴،۱۷۶،۲۶۹،۲۸۵،۲۸۷،۳۶۷،
۳۷۲،۳۷۵،۳۹۲،۴۹۱،۴۹۴،۴۹۹

لکھنؤ: ۴۵، ۸۸، ۹۶، ۴۹۸
مکہ : ۱۶، ۲۲، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۴۷، ۱۵۱، ۱۶۳، ۱۶۶، ۴۰۱، ۴۰۲، ۵۰۷
مدینہ : ۴۷، ۴۸، ۱۴۰، ۱۵۱، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۳، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۷۲، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۴، ۱۹۰، ۲۰۲، ۲۳۲، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۶۳، ۲۷۷، ۲۷۸، ۳۲۲، ۳۴۷، ۳۸۹، ۴۰۱
ماوراءالنھر : ۳۷۰
مصر : ۵۶، ۹۴، ۱۶۱، ۱۷۱، ۱۷۶، ۱۸۷، ۱۹۱، ۳۷۱، ۳۷۵، ۳۷۹، ۳۸۱، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۴۰۱، ۴۰۷، ۴۸۶، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۵، ۴۹۸، ۵۰۷
ملتان: ۱۷۶
نجران: ۵۲
نیشاپور: ۲۸۰، ۲۸۵
(خراسان) نساء : ۲۸۵
نیویارک: ۴۱۱
ہندوستان: ۳۷۰، ۵۲۵
یمن: ۵۲، ۵۶، ۱۸۳
یثرب: ۵۲
یروشلم: ۱۰۰، ۱۳۵، ۱۹۶

کتب

ابن بابویہ: ۲۵۹
اتقان : ۱۱۶، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۳۹۰
اتحاف الفضلا ،البشر فی القرأۃ اربعہ عشر: ۱۷۵
آثار شافعی: ۳۷۹
احسان یا سلوک وتصوف: ۴۹۶
الاحکام: ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۳
احکام القرآن: ۱۷۷، ۱۸۰، ۲۸۳
الاحکام فی اصول الاحکام : ۲۶۷، ۲۷۰، ۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۹، ۳۹۰
احیاء العلوم : ۳۷۹، ۴۷۳، ۴۸۲، ۴۸۶، ۴۸۹، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۲، ۵۱۷
اخبار الاخیار: ۵۰۲
الارشاد السائل الی دلیل المسائل : ۳۷۷
ازالۃ الخفاء: ۲۷۶، ۲۷۷،
اسباب النزول: ۱۴۶، ۱۷۸،
استبصار طوسی: ۲۵۹
اسٹڈیز ان اسلامک مستیسزم: ۵۱۴
اسلام اور عقلیات : ۳۶۷
اسلام اور موسیقی: ۴۰
الاسلام روح المدینۃ : ۳۹۳
اسلامک ماڈرنزم: ۴۱۲
الاشتباہ والنظائر: ۴۰۷
اشرف الجواب : ۳۸۰، ۴۱۰
اصابہ: ۴۸۷
اصول السرخسی: ۱۷۷، ۳۸۶
اصول الفقہ: ۲۶۹
اصول کافی: ۴۵۱، ۴۹۱
اعجاز القرآن واختلاف قرأت: ۲۶۶، ۲۷۲
اعلام الموقعین: ۲۷۹، ۳۹۰
اقبال: فکر اسلامی کی تشکیل جدید: ۳۷۹
اقبالیات ماجد : ۴۱۱
انتظار مہدی ومسیح: ۴۸

الانصاف فی سبب الاختلاف: ۳۶۹
انفاس العارفین: ۴۶۷، ۴۸۷، ۵۰۵
الأمن والعلی: ۵۰۷
الانسان الکامل: ۵۰۷
انیس الارواح ملفوظات عثمان ہارونی: ۸۹
الانصاف مع الترجمہ: ۹۵
ایشیا (مجلّہ): ۹۴
بحرالرائق: ۴۰۶
البدایۃ والنھایۃ: ۱۸۸
بزم صوفیاء: ۳۸۳
البرہان: ۱۶۵، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۷، ۱۷۹
بصائرالدرجات: ۱۸۵
بہشتی زیور: ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷
بیضاوی: ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲
بیماری اور اس کا روحانی علاج: ۴۹۲
پاکستانی پنج سورہ: ۴۹۵
تاریخ ابن نجار: ۲۸۴
تاریخ ابن عساکر: ۲۸۴
تاریخ ابن مردویہ: ۲۸۴
تاریخ بغداد: ۲۸۴، ۳۷۵، ۴۰۲، ۵۲۰
تاریخ التشریع الاسلامی: ۱۷۷
تاریخ الخلفاء: ۲۸۴
تاریخ فقہ اسلامی: ۳۶۹، ۳۸۹
تاریخ القرآن: ۱۶۲
تاریخ مشائخ چشت: ۴۹۶، ۵۱۲، ۵۱۷
تجدید واحیائے دین: ۴۴
تجدید دین کامل: ۴۵، ۴۶، ۹۶
تحریرالاصول: ۳۸۷
تدوین فقہ: ۲۸۷، ۴۰۱
تذکرۃ الحفاظ: ۲۶۰
تذکرہ شیخ اکبر ابن عربی: ۴۹۸
تذکرۃ المحدثین: ۳۸۴
ترجمان القرآن: ۱۶۹
تفہیم القرآن: ۵۰، ۵۲، ۱۸۵، ۱۹۱
تذکرہ امام ربانی الف ثانی: ۸۸
تذکرۃ الموصوف: ۲۷۹
تذکرۃ الموضوعات: ۴۹۵
تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ: ۴۹۷، ۴۹۹
تصوف کی حقیقت: ۴۹۴، ۵۰۲، ۵۰۵
تعریفات: ۲۷۰
تفسیر ابن جریر: ۱۷۶
تفسیر ابن کثیر: ۶۱، ۱۰۷، ۱۶۴، ۱۸۰، ۱۹۱، ۲۶۶
تفسیر احمدیہ: ۱۷۷
تفسیر ثعلبی: ۱۹۰
تفسیر رازی: ۱۸۰، ۱۸۵
تفسیر فتح البیان: ۲۷۳
تفسیر الشیخ الکبیر: ۴۸۹
تفسیر طبری: ۳۶، ۶۱، ۱۰۶، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۸، ۱۸۰، ۲۷۶
التفسیر الکبیر: ۲۵۱
تفسیر المنار: ۱۷۷
تفسیر قرطبی: ۶۱، ۱۶۵، ۱۷۷، ۱۸۰، ۱۸۵، ۲۷۶
التفہیمات الالہیہ: ۴۹۹، ۵۰۹
توجیہ النظر: ۲۶۰، ۲۶۹

توضیح وتلویح: ۳۹۸،۲۷۸

تہذیب ابن جریر: ۲۸۴

تہذیب التہذیب: ۲۶۵،۱۸۵

تیسیر التحریر: ۳۸۷

جامع بیان العلم: ۳۸۲،۲۷۷

جامع البیان: ۲۶۸

جامع الصلوٰۃ: ۴۴۰

جلباب المرأہ المسلمہ: ۱۸۱

الجامع الصغیر: ۳۸۹،۳۸۳

الجامع الکبیر: ۳۸۳

جلالین: ۱۹۰،۱۸۸،۱۸۷،۱۸۵،۱۸۰،۱۴۹،۶۰، ۱۹۲

جمع القرآن: ۱۶۹،۱۶۵،۱۶۲

جواز سود مع فتاویٰ سید طفیل احمد منگلوری: ۴۰۶

جواہر الفقہ: ۴۱۲

الجوہر الخفی فی الرد علی البیہقی: ۲۷۱

(روزنامہ) جنگ: ۵۰۰

حجۃ اللہ البالغہ: ۳۷۹،۳۶۹،۳۶۸،۳۶۷،۲۸۲، ۴۹۸،۴۰۷،۳۸۱

حجیۃ الحدیث: ۲۸۵

حدائق حنفیہ: ۳۹۵،۳۸۴

حزب البحر: ۴۷۴،۴۴۰

حصن حصین: ۴۴۰

حصول المامول: ۲۶۹

حق الیقین: ۱۸۵

حل العقول لعقد الفحول: ۳۹۰

حلیۃ الاولیاء: ۳۸۳،۲۸۴

دائرۃ المعارف: ۴۹۱،۲۶۶،۱۵۴،۹۷

درمختار: ۳۹۵،۳۸۳،۳۷۹،۳۶۹،۳۲۵،۹۵، ۴۰۷،۴۰۶،۳۹۸،۳۹۷،۳۹۶

الدر المختار علی ھامش رد المحتار: ۳۹۵

دعوات ارواح محمد: ۴۹۷

دعوات عبدیت: ۴۱۰

دلیل العارفین: ۴۹۵،۴۹۴،۴۳۵

الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبۃ: ۴۸۶

دی اسٹڈی آف ہسٹری: ۲۲

دی لائف آف محمد: ۱۵۵

رحلۃ ابن بطوطہ: ۳۷۷

الرد علی من أخلد: ۴۱۰

الرد علی سیار الاوزاعی: ۲۶۲

الرسالۃ: ۳۸۷،۳۴۷،۲۶۶،۲۳۲

رسالہ احوال پیران چشت: ۴۹۶

رسالہ اصول: ۲۷۰

رسالہ صفائی معاملات: ۴۰۶

رسالہ قشیریہ: ۵۰۲،۵۰۰،۴۸۸،۴۷۳،۴۶۲

رفع الملام: ۱۷۶

روح المعانی: ۴۹۸،۱۹۲،۱۸۰،۱۷۷

زاد المعاد: ۴۲۹،۱۶۱

(ہفت روزہ) زندگی: ۳۷۵

زندہ رود: ۴۱۱

زیادات ابن احمد: ۲۸۳

سر دلبران: ۵۰۸،۵۰۵

سیرت ابن اسحاق: ۱۴۶

سیرت ابن ہشام: ۳۸۶

سیرت بخاری : ۲۶۱،۲۷۲،۲۷۳،۲۸۴
سنت رسولؐ: ۲۶۹
سیرت النبیؐ : ۳۸۶
سیرت نعمان : ۱۶۸،۴۰۶
سیر الاولیاء : ۴۹۴،۵۰۹،۵۱۳،۵۱۴
سوانح حیات شاہ ولی اللہ: ۴۹۹
سید عبدالقدوس ہاشمی: مقالات وملفوظات: ۴۹۴
شرح الانتباہات المفیدۃ عن الشبہات الجدیدہ : ۳۶۷
شرح تنویر الحوالک : ۳۸۹
شرح فقہ اکبر: ۳۸۶
شرح اللمع: ۳۹۱،۳۹۲
شرح معانی وآثار: ۲۷۱
شرح وقایہ: ۳۹۵،۳۹۶
شذور: ۵۱۶
الشفاء: ۳۹۳
شعب الایمان: ۲۸۴
شروط الأئمہ السنہ: ۲۸۱
شطحات الصوفیا: ۴۹۶
شمس المعارف الکبریٰ: ۴۹۰
صحیفۂ اہل حدیث: ۲۶۶،۲۶۸
ضرورت حدیث اور منکرین حدیث: ۲۶۶
طبقات ابن سعد: ۱۱۰،۱۴۶،۲۶۰
عطاء: ۴۰۲
عطاء المنان: ۴۹۴
عقد الجید: ۹۳،۲۷۷،۳۹۹
عقود الجمان: ۴۰۴
عوارف المعارف: ۴۷۴،۴۹۶،۵۰۲،۵۱۲،۵۱۴
علم حدیث: ۲۶۲
علوم القرآن: ۱۷۸
عون المعبود: ۲۷۹
عناوین الاصول : ۳۸۹
عیون الحدائق : ۴۰۲
طاؤس: ۴۰۲
طبقات الصوفیاء الکبریٰ : ۵۱۶
الطّواسین: ۴۵۹
غرائب دارقطنی: ۲۸۴
غنیۃ الطالبین: ۵۱۰
الفاروق: ۲۷۶
فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۸۰
فتاویٰ رشیدیہ: ۲۷۹
فتاویٰ رضویہ: ۴۰۷
فتاویٰ الصوفیاء: ۴۹۲
فتاویٰ عالم گیری : ۳۷۹، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸،۴۰۶،۴۰۷
فتاویٰ قاضی خاں : ۳۴۴،۳۹۷،۴۰۶
فتح القدیر: ۱۸۰،۴۰۱
فتح المجید : ۴۳۴
فتوح الغیب : ۵۰۰،۵۱۰
فتوحات مکیہ : ۵۹،۴۵۳، ۴۷۳،۴۷۴، ۴۷۵، ۴۸۵،۴۸۷،۴۸۹،۴۹۸،۵۰۰،۵۰۵،۵۰۷،۵۰۸
فصوص الحکم : ۵۹،۸۹،۴۷۳،۴۷۴،۴۸۸،۴۹۷، ۴۹۸،۵۰۲،۵۰۵
فقہ السنہ: ۳۹۸

الفقہ علی المذاھب الأربعہ: ۳۹۶
الفقہ المفاہم : ۴۰۷
فلسفۂ شریعت اسلام : ۳۷۲
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر: ۱۷۶، ۱۷۷
فہرست ابن ندیم : ۱۱۶، ۱۱۷
فیض الباری : ۱۷۶
فی ظلال القرآن : ۱۸۰
فوائد السالکین : ۴۹۶
فوائد الفواد : ۴۷۴، ۴۹۶
فیوض الحرمین : ۴۷۳، ۴۸۹، ۴۹۹
فی مبادی التصوف : ۵۱۲، ۵۱۴
قدوری : ۳۹۵
قضا الصحابہ والتابعین : ۲۵۱
قواعد الاصول : ۲۷۰
قلائد عقود العقیان : ۳۸۵
قوۃ القلوب : ۱۷۳، ۴۷۳، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۸
القول المامول فی فن الاصول : ۲۷۰
القول الجمیل : ۴۹۶، ۵۱۴
کافی: ۲۵۹
الکافی فی فروع الحنفیہ: ۳۸۳
کامل ابن عدی : ۲۸۴
الکامل فی التاریخ : ۳۷، ۳۷۶
کتاب الاسرائیلیات : ۵۲
کتاب الام : ۲۶۶، ۲۸۶، ۳۲۰، ۳۸۷، ۳۹۰، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۸
کتاب البیان : ۱۶۷، ۱۶۸
کتاب الجفر : ۴۲۲
کتاب الحیل: ۳۷۵، ۴۰۷
کتاب الرعایۃ: ۴۷۳
کتاب الرقاق : ۲۵۱
کتاب الصدق : ۴۷۳
کتاب الضعفاء: ۲۸۴
کتاب ضعفاء الکبیر: ۲۵۱
کتاب القواعد فی الفقہ: ۳۶۹
کتاب اللمع : ۴۶۲، ۴۷۳، ۴۸۸، ۵۰۰، ۵۰۲، ۵۰۹، ۵۱۶
کتاب المبتداء : ۴۸۷
کتاب المصاحف: ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۵
کتاب المعارف :۳۷۲
کتاب الھبہ : ۲۵۱
کشاف : ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۵، ۱۹۱
کشف الاسرار: ۴۱۱
کشف بزودی : ۲۸۱، ۲۸۲
کشف الظنون: ۲۵۱
کشف المحجوب: ۳۸۲، ۳۸۳، ۴۹۵، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۲، ۵۱۴
کلام المرغوب: ۵۰۲
کنز العمال :۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۳۹۵
کیمیائے سعادت : ۷۰، ۹۵، ۴۰۷، ۴۸۹، ۵۱۴
مالابد منہ: ۳۹۵
مبسوط :۳۸۳
مثنوی مولانا روم :۴۷۴، ۴۷۵
مجموعۂ قوانین اسلام : ۴۱۲
مجموعۂ قوانین اسلامی : ۳۹۵

محلیٰ: ۲۷۹
مختصر جامع العلم: ۲۶۰،۲۶۲
مدارک: ۴۰
مذہبی داستانیں اوران کی حقیقت: ۲۸۸،۳۶۹
مرقاۃ المصابیح: ۱۷۶
معجم صغیر: ۲۸۴
معجم کبیر: ۲۸۴
معجم اوسط: ۲۸۴
معجم البلدان: ۵۲
مستدرک: ۱۱۰
المستصفی من علم الاصول: ۹۴،۱۷۶،۳۲۹،۳۹۱
مسلم الثبوت: ۲۷۰
المسند الکبیر: ۱۷۰،۲۵۱
مشکل الآثار: ۱۷۶
المصفی: ۱۷۶
معارف القرآن: ۱۹۱
مغازی: ۱۴۶
مفاتیح الجنان: ۴۴۰
مفتی کفایت اللہ کے فتاوے: ۴۰۱،۴۱۷
المفصل فی احکام المرأۃ: ۳۸۹
مقالات احسانی: ۴۹۳،۴۹۴،۵۰۱،۵۰۵،۵۰۹،
۵۱۲،
مقاصد حسنی: ۳۸۹
مکتوبات امام ربانی: ۴۸۷
مکتوبات تصوف: ۵۱۴
الملل والنحل: ۴۹،۳۶۹
ملفوظات خواجہ فرید الدین: ۴۹۷
ملفوظات نظام الدین اولیاء: ۴۹۵
ملفوظات معین الدین اجمیری: ۴۹۵
مناقب کردری: ۳۸۴
المنتقیٰ: ۱۷۶
المنقذ من الضلال: ۳۹۳،۴۸۲
منیۃ المصلی: ۳۹۵
منہاج السنہ: ۲۷۹
المواقعات: ۲۷۸
الموافقات: ۲۷۸، ۳۱۵، ۳۴۱، ۳۶۹، ۳۸۶،
۳۹۹، ۴۰۱، ۴۱۰
موضوعات: ۲۶۲
(ماہنامہ) میثاق: ۸۸
میزان: ۳۸۲
میزان الشریعۃ الکبیرۃ: ۴۸۶
ناسخ منسوخ: ۲۶۶
الناسخ والمنسوخ: ۱۷۷
النبوات: ۴۹۳
نزھۃ النظر الخاطر العاطر: ۲۷۰
النشر فی القرأت العشر: ۱۶۹،۱۷۴،۱۷۵،۱۷۶
نہج البلاغہ: ۲۵۹
نظام الفتاویٰ: ۳۸۲
نفحات الانس: ۵۱۴
نوادر الاصول: ۲۸۴
نورالانوار: ۲۷۰، ۳۹۸
نیت نامہ: ۵۱۳
وفیات الاعیان: ۱۶۸
ہدایہ: ۳۳۵،۳۹۵،۳۹۶،۳۹۷،۳۹۸

ہدیۂ عشاق : ۴۹۶
ہفت ہیکل : ۴۴۰
ہمعات : ۴۵۳،۴۹۷،۵۰۲،۵۰۹،۵۱۰،۵۱۱،۵۱۲، ۵۱۴

متفرقات

آل فاطمہ: ۱۳۷،۱۳۸
آل موسیٰ وآل ہارون : ۱۸۹،۱۹۰
اثنا عشری : ۳۵
احبار ورہبان : ۲۹۱،۲۹۸،۴۸۳
اسماعیلی : ۵۶
اسیران بدر : ۱۶۱،۱۶۷
اصحاب الاخدود : ۵۰،۵۱
الواحِ موسیٰ : ۷۵،۹۹،۱۰۰
اُم الکتاب : ۶۰
امم سابقہ : ۱۵۰،۱۵۲،۱۹۴،۱۹۵،۱۹۶،۱۹۹
اُمی : ۱۱۴
اہل بیت : ۱۸۰
اہل تشیع : ۴۴،۱۱۸،۲۵۹،۲۹۴،۳۲۰
اہل سنت : ۱۳۷
اہل سنت والجماعت : ۲۷،۲۹،۳۲،۴۴،۹۳،۱۱۸، ۲۶۲،۲۹۴
بنو قریظہ: ۵۲
بنو ہاشم : ۱۳۷،۱۳۸
بنی اسماعیل : ۱۶۷
بنی عجلان : ۱۷۹
بیت اللحم: ۱۹۶
بیت المقدس : ۵۶،۱۳۵،۱۵۱،۱۵۲،۴۸۶
تابوت : ۱۰۰،۱۹۰،۱۹۱
تلمودی ادب : ۶۳،۸۲،۹۲
تلمودی علوم : ۶۲
ٹروجن وار: ۲۴
جبریہ: ۲۶۹
جمل وصفین : ۵۲۴
جنگ جمل: ۲۵،۲۶،۲۸
جنگ صفین: ۲۵،۲۶،۲۸
جنگ یمامہ: ۱۰۷،۱۰۸،۱۱۳،۱۵۶،۱۵۷،۱۶۰،۱۶۲
حجر اسود: ۲۵۲
حرم کعبہ: ۱۵۲
حکمت: ۲۱۱،۲۱۳،۲۱۴،۲۱۷،۲۶۶،۲۶۷
حکومت بنی امیہ: ۲۵،۲۸،۴۳
حواری عیسیٰ : ۱۸۶
خلافت اسلامیہ: ۲۰۴
خلافت عباسیہ: ۲۶۸
خوارج : ۲۷۸،۲۷۹،۳۷۳
خیر امت : ۷۹،۸۴،۱۵۳
درۂ بیضاء : ۶۰
روح القدس : ۱۵۴
زنادقہ: ۲۷۸
زہاری تصوف : ۹۲
سریانی : ۱۶۰
سنت : ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۳۱، ۲۳۷،۲۳۹،۲۴۴،۲۴۶،۲۴۷،۲۶۶
سنی: ۳۲،۱۳۷

شریعت موسوی : ۹۳
شیطان : ۶۰
شیعہ: ۳۲، ۴۱، ۱۳۷، ۲۶۴
شیعانِ عثمان : ۱۳۶، ۲۰۵، ۲۱۷، ۲۳۹
شیعانِ علی: ۱۳۶، ۲۰۵، ۲۱۷، ۲۳۹
صحاح ستہ: ۱۰۶
صلاۃ الایمان : ۴۷۵
صلاۃ البروج : ۴۷۵
صلاۃ السعادۃ : ۴۷۵
صلاۃ العاشقین: ۴۷۵
صلاۃ القربت: ۴۷۵
صلح حدیبیہ: ۱۳۶
طور سینا : ۵۷، ۱۹۹
طالوت : ۱۹۱
عاد و ثمود : ۴۶۵، ۴۶۶
عبادی بغداد: ۹۲
عباسی حکمراں : ۲۵
عباسی خلافت : ۶۸
عبرانی : ۸۹، ۹۰، ۹۲
عفریت : ۱۰۲
عہد امیہ: ۲۶۹
عہد صدیقی: ۱۵۸، ۱۶۱
عہد عباسی: ۳۸، ۴۳، ۴۴، ۵۶
عہد عثمانی : ۲۲، ۱۰۹، ۱۷۱، ۲۸۱
غدیر خم: ۴۱
فاطمین: ۵۶
فرقۂ اسماعیلیہ: ۴۸۵
فرقۂ محمدیہ: ۲۹۹
قدریہ: ۲۶
قرآنی وحی: ۶۲، ۶۹، ۱۰۴، ۱۰۶
قریش: ۱۶، ۱۷، ۱۲۴، ۲۳۸
قیصریت اور کسرائیت: ۱۳۷
کتاب مکنون : ۱۱۵
کعبہ مشرفہ: ۱۵۱، ۱۶۷
لوح محفوظ : ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۹۲، ۹۳، ۱۱۲، ۱۱۳، ۲۰۰، ۲۰۳
مختون اسرائیلی : ۸۲
مدنی معاشرہ : ۱۱۴
مرجیئہ: ۲۶۹، ۳۷۲
مسجد اقصی : ۱۵۱
مسجد نبوی : ۱۵۸، ۱۷۰، ۲۳۳
مشتاقی ادب: ۷۳، ۸۷
مصحف ابی بن کعب : ۲۲۷
مصحف حفصہ: ۱۶۰
مصحف صدیقی: ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۸، ۱۶۰
مصحف عائشہ: ۱۳۰
مصحف عثمانی : ۱۰۶، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۳۰، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۵
مصحف علی: ۱۱۷
معتزلی: ۱۲۸
معرکۂ احد: ۱۰۵
مقام ابراہیم : ۱۰۵، ۲۵۲
مقام محمود: ۶۱
من و سلوی: ۱۸۶

نبی امی: ۱۶۶
وحدۃ الشہود: ۴۶۶
وحدۃ الوجود: ۴۶۲، ۵۰۳، ۵۰۴
ہیکل سلیمانی: ۱۵۱، ۱۵۲

مسالک

احناف: ۲۲۰، ۲۲۹، ۲۷۰
حنابلہ: ۱۶۸
حنبلی: ۲۳۳، ۲۹۹
حنبلیوں: ۱۱۸، ۳۰۶، ۳۴۶
حنفی: ۲۳۳، ۲۹۹، ۳۴۶
حنفیہ: ۱۲۸
حنفیوں: ۱۱۸، ۳۰۶
شافعی: ۲۳۳، ۲۹۹، ۳۴۶
شافعیہ: ۲۸، ۲۲۰، ۲۳۳
شافعیوں: ۱۱۸، ۳۰۶
شافعی المسلک: ۴۶
شیعہ: ۲۱۸، ۲۶۹
مالکی: ۱۲۴، ۲۳۳، ۲۷۸، ۲۹۹، ۳۴۶
مالکیہ: ۲۳۳
مالکیوں: ۱۱۸، ۳۰۶